
شیخ چلی اور ناگ رانی

ذہین دوستو!

السلام علیکم!

شیخ چلی کی نئی کہانی ''شیخ چلی اور ناگ رانی'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کہانی جہاں شیخ چلی کی حماقتوں اور شرارتوں سے بھری ہوئی ہے وہاں اس کہانی میں آپ کی دلچسپی کے لئے جادو اور طلسم کو بھی خاص طور پر شامل کیا گیا ہے۔ شیخ چلی کے دماغ میں صرف حماقتیں ہی بھری ہوئی ہیں اس لئے وہ دولت کے حصول، اپنا محل بنانے اور دنیا کی حسین ترین لڑکی سے شادی کرنے کے بس خواب ہی دیکھتا رہتا ہے مگر احمق ہونے کی وجہ سے اس کے حصے میں ناکامی ہی آتی ہے اور اسے جوتے ہی پڑتے ہیں وہ جب جادو اور طلسم کی دنیا میں قدم رکھتا ہے تو کیا نئے نئے گل کھلاتا ہے۔ یہ سب آپ کو اس کہانی میں ملے گا اور آپ ہمیشہ کی طرح میری اس کاوش کو بھی سراہے بغیر نہ رہ سکیں گے۔

دوستو۔ میں نے نئی آنے والی ہر کہانی میں پیش

لفظ لکھنے کا آغاز کر دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میری کہانیاں پڑھ کر اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور لکھیں اور مجھے اپنی پسند اور ناپسند سے آگاہ کریں تاکہ میں آپ کے لئے مزید اچھی کہانیاں لکھ سکوں۔ میں آپ کے لکھے ہوئے خطوط پیش لفظ میں شائع بھی کراؤں گا۔اس کے علاوہ جو دوست اپنی تصاویر شائع کرانا چاہتے ہیں تو ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنی نئی تصاویر اپنے مکمل نام و پتے کے ساتھ ادارہ کو ارسال کر دیں۔ ادارے کو موصول ہونے والی تصاویر میں اپنی کہانیوں کی زینت بناؤں گا تاکہ دوسرے دوستوں کو بھی معلوم ہو سکے کہ میری کہانیوں کو پڑھنے والے کتنے اور کون کون سے دوست ہیں۔ اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ سب کا حامی ناصر ہو۔

آپ کا مخلص

والسلام

ظہیر احمد

شیخ چلی ابھی سو کر اٹھا ہی تھا کہ اس کے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی۔

''کون آ گیا اتنی صبح صبح۔ ابھی تو میں نے منہ ہاتھ بھی نہیں دھویا ہے اور ناشتہ بھی نہیں کیا ہے''۔ شیخ چلی نے دستک کی آواز سن کر منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ گھر میں اکیلا تھا۔ اس کی بوڑھی ماں روز کی طرح صبح سویرے جاگ کر شیخ چلی کے لئے اور اپنے لئے ناشتہ بنا کر اور اپنے حصے کا ناشتہ کر کے چوہدری نواز کے گھر کام کرنے کے لئے جا چکی تھی۔

شیخ چلی کو چونکہ کوئی کام نہیں تھا اس لئے وہ دن چڑھے تک سوتا رہتا تھا۔ وہ اپنی مرضی سے ہی اٹھتا تھا اور اٹھ کر منہ ہاتھ دھو کر ناشتہ کرتا تھا جو اس کی

بوڑھی ماں اس کے لئے پہلے سے ہی بنا کر رکھ جاتی تھی۔ ناشتہ کرنے کے بعد شیخ چلی اپنے گدھے مگو کو لے کر باہر نکل جاتا تھا اور سارا ون آوارہ گردی میں مصروف رہتا تھا۔

اب دوپہر ہو رہی تھی اور شیخ چلی ابھی جاگا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہونا شروع ہو گئی۔

''کون ہے''۔ شیخ چلی نے چارپائی سے اٹھے بغیر دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں پوچھا۔

''میں گونگلو ہوں شیخ چلی بھائی۔ دروازہ کھولو مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے''۔ باہر سے شیخ چلی کے ایک دوست کی آواز سنائی دی۔ اس کا نام تو کچھ اور تھا لیکن وہ چونکہ ہمیشہ اپنا سر گنجا رکھتا تھا اس لئے سب ہی اسے گونگلو کہہ کر پکارتے تھے اور اس کا دوست اس نام کا عادی ہو گیا تھا۔ شروع شروع میں وہ اس نام سے بہت چڑتا تھا لیکن اب وہ خود بھی یہ نام پسند کرنے لگا تھا اس لئے وہ سب کو اپنا اصلی نام بتانے کی بجائے اپنا نام گونگلو ہی بتاتا تھا۔

''کیا بات ہے۔ اتنی صبح صبح کیوں آئے ہو''۔ شیخ چلی نے گونگلو کی آواز پہچان کر منہ بناتے ہوئے کہا۔ گونگلو اس کا دوست ضرور تھا لیکن شیخ چلی اسے پسند نہیں کرتا تھا۔ گونگلو نہ صرف پیٹو تھا بلکہ انتہائی باتونی بھی تھا ایک بار جب وہ باتیں کرنا شروع کر دیتا تو وہ خاموش ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا اور کھانا کھاتے وقت تو جیسے اسے ہوش ہی نہیں رہتا تھا وہ ایک ہی وقت میں دس دس افراد کا کھانا کھا جاتا تھا اور پھر بھی اسے ہر وقت بھوک لگی رہتی تھی۔

گونگلو کی ان دو باتوں کی وجہ سے اس کے دوست اس سے دور دور ہی رہتے تھے۔ اسی لئے شیخ چلی اس کا نام سن کر برے برے منہ بنانا شروع ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر ایک بار گونگلو اس کے گھر میں داخل ہو گیا تو وہ بول بول کر اس کا دماغ ہی خالی کر دے گا اور جو ناشتہ شیخ چلی کی ماں نے اس کے لئے بنایا تھا وہ سارا ناشتہ گونگلو ایک لمحے میں چٹ کر جائے گا۔

''میں ابھی سو رہا ہوں۔ تم ابھی جاؤ۔ جب میں

جاگوں گا تو میں خود ہی تم سے ملنے تمہارے گھر آ جاؤں گا"۔ شیخ چلی نے اسی انداز میں کہا۔

"ارے نہیں۔ شیخ چلی بھائی۔ میرا تم سے ابھی ملنا بے حد ضروری ہے۔ میں تمہارے لئے ایک تحفہ لایا ہوں۔ دروازہ کھولو۔ میں تمہارا زیادہ وقت نہیں لوں گا اور وہ تحفہ میں تمہیں دے کر چلا جاؤں گا"۔ باہر موجود گونگلو نے کہا اور تحفے کا سن کر شیخ چلی بے اختیار چونک پڑا۔

یہ کنجوس مکھی چوس میرے لئے بھلا کیا تحفہ لا سکتا ہے۔ لگتا ہے یہ مجھے احمق بنا رہا ہے تاکہ میں اسے گھر کے اندر بلا لوں اور یہ خواہ مخواہ میرا دماغ چاٹنا شروع کر دے"۔ شیخ چلی نے بڑبڑاتے ہوئے اور برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شیخ چلی بھائی۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔ میرے پاس واقعی تمہارے لئے ایک تحفہ ہے۔ تم بے شک مجھ سے دروازے پر ہی آ کر تحفہ لے لو میں تمہیں تحفہ دے کر چلا جاؤں گا۔ تمہارے گھر نہیں آؤں گا"۔ گونگلو کی پھر آواز سنائی دی۔

"ہونہہ۔ جب تک میں دروازہ نہیں کھولوں گا یہ یہاں سے نہیں ہلے گا اور اسی طرح سے چیختا رہے گا۔ میرا خیال ہے کہ مجھے اس سے ایک بار ہی مل لینا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ واقعی اس احمق کو عقل آ گئی ہو اور یہ میرے لئے واقعی کوئی تحفہ لے آیا ہو۔ مجھے دیکھ لینا چاہئے کہ یہ میرے لئے کیا لایا ہے"۔ شیخ چلی نے اسی انداز میں کہا اور چارپائی سے اتر آیا۔ اس نے چارپائی کے پاس پڑی ہوئی جوتیاں پہنیں اور پھر وہ جوتیاں زمین پر گھسیٹتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے دروازے کے پاس جا کر کنڈی کھولی اور دروازے کے دونوں کیواڑ ایک ساتھ کھول لئے۔ باہر ایک انسانی ڈرم کھڑا تھا جس کا قد اتنا لمبا تو نہیں تھا لیکن اس کا پیٹ کسی ڈرم کی طرح پھولا ہوا تھا اور اس کا گول مٹول چہرہ بھی بے حد پھولا پھولا سا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ گونگلو تھا جو واقعی اپنے نام کے مطابق ہی دکھائی دے رہا تھا۔

گونگلو کے ہاتھ میں ایک بین تھی۔ ایسی بین جیسی

عام طور پر سپیروں کے پاس ہوتی ہے اور وہ بین کر سانپ پکڑتے ہیں۔ بین نئی اور سنہرے رنگ کی تھی جو بے حد خوبصورت بنی ہوئی تھی۔

شیخ چلی حیرت بھری نظروں سے اس کے ہاتھ میں موجود بین دیکھ رہا تھا۔ اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا گونگلو اسے اپنے بڑھے ہوئے پیٹ سے دھکیلتا ہوا اندر آ گیا۔

''ارے ارے۔ اندر کہاں آ رہے ہو۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم مجھ سے دروازے پر ہی بات کرو گے اور گھر میں نہیں آؤ گے''۔ شیخ چلی نے اسے اندر گھستے دیکھ کر تیز لہجے میں کہا لیکن گونگلو نے اس کی کوئی بات نہیں سنی اور تھل تھل کرتا ہوا صحن کی طرف بڑھ گیا اور پھر وہ شیخ چلی کی چارپائی پر اس بری طرح سے جا بیٹھا کہ اس کے وزن سے بے چاری چارپائی کی بھی چیخیں نکل گئیں۔

''یہ کیا حرکت ہے گونگلو۔ تم میری چارپائی پر کیوں بیٹھ گئے ہو۔ میرے پاس اکلوتی چارپائی ہے جس پر میں سوتا ہوں۔ اٹھو اس سے ورنہ یہ تمہارے ہاتھی

جیسے وزن سے ٹوٹ جائے گی''۔ شیخ چلی نے دروازہ بند کر کے تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''نہیں ٹوٹے گی شیخ چلی بھائی۔ میں اتنا بھی وزنی نہیں ہوں کہ میرے وزن سے چارپائی ٹوٹ جائے''۔ گونگلو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم اندر کیوں آئے ہو۔ تم نے تو کہا تھا کہ تم اندر نہیں آؤ گے''۔ شیخ چلی نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''میں باہر کھڑا کھڑا تھک گیا تھا۔ بھوک پیاس کی وجہ سے میرے پیٹ میں ہاتھی گھوڑے دوڑ رہے تھے اگر میں تھوڑی دیر اور باہر کھڑا رہتا تو میں وہیں گر جاتا پھر مجھے اٹھانے کے لئے بے چارے گاؤں والوں کو بے حد محنت کرنا پڑتی۔ اگر میں تم سے گھر میں آنے کا کہتا تو تم مجھے گھر کے اندر نہ گھسنے دیتے اسی لئے میں نے کہا تھا کہ میں اندر نہیں آؤں گا لیکن اب چونکہ میرا تھکاوٹ سے برا حال ہو رہا ہے اور بھوک نے میرے طوطے اور فاختائیں اُڑا رکھی ہیں اس لئے مجھ سے رہا نہ گیا اور میں سیدھا اندر چلا

آیا۔ تمہیں میرے اس طرح اندر آنے کا برا لگا ہو تو اس کے لئے میں تم سے پھر کبھی معافی مانگ لوں گا"۔ گونگلو نے اپنی عادت کے مطابق تیز تیز اور سانس لئے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ میں جانتا تھا تم پکے جھوٹے ہو اور جو کہتے ہو ہمیشہ اس کا الٹ ہی کرتے ہو اسی میں اور گاؤں کے لڑکے تمہیں اپنا دوست بنانا پسند نہیں کرتے اور تم سے دور دور ہی رہنا پسند کرتے ہیں"۔ شیخ چلی نے منہ بنا کر کہا۔

"ہی ہی۔ میں جانتا تھا کہ تم یہی کہو گے لیکن کوئی بات نہیں۔ میں دوستوں کی باتوں کا برا نہیں مناتا ہوں۔ کوئی مجھے پسند کرے یا نہ کرے مگر میں سب کو پسند کرتا ہوں۔ میں تمہیں بھی بہت پسند کرتا ہوں شیخ چلی بھائی۔ تم مجھے اتنے اچھے لگتے ہو کہ جب تک میں دن میں تمہیں ایک دو بار دیکھ نہ لوں میرا کھانا ہی ہضم نہیں ہوتا ہے"۔ گونگلو نے دانت نکوستے ہوئے انتہائی بھونڈے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"فضول باتیں مت کیا کرو۔ یہ بتاؤ کیوں آئے ہو یہاں"۔ شیخ چلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تمہارا تحفہ دینے کے لئے آیا ہوں"۔ گونگلو نے کہا۔

"کون سا تحفہ"۔ شیخ چلی نے پوچھا۔

"یہ بین۔ یہ میں تمہیں تحفے میں دینا چاہتا ہوں"۔ گونگلو نے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی بین شیخ چلی کی جانب بڑھا دی۔ شیخ چلی نے اس سے بین لی اور اسے الٹ پلٹ کر حیرت سے دیکھنے لگا۔

"یہ بین تم مجھے کیوں دے رہے ہو۔ میں تمہیں سانپ پکڑنے والا سپیرا دکھائی دیتا ہوں کیا"۔ شیخ چلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں تم سپیرے نہیں ہو"۔ گونگلو نے کہا۔

"تو پھر تحفے میں دینے کے لئے یہ بین کیوں لائے ہو۔ اس کی جگہ کچھ اور لے آتے اور یہ تحفہ تم مجھے دے کس خوشی میں رہے ہو"۔ شیخ چلی نے کہا۔

"یہ تحفہ میں نہیں دے رہا ہوں۔ یہ تحفہ مجھے تمہیں دینے کے لئے دیا گیا تھا"۔ گونگلو نے جواب دیا تو

شیخ چلی چونک پڑا۔

''کیا مطلب''۔ شیخ چلی نے اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کس بات کا مطلب بتاؤں''۔ گونگلو نے کہا۔

''کس نے دی ہے یہ بین تمہیں مجھے تحفے میں دینے کے لئے اور کیوں''۔ شیخ چلی نے پوچھا۔

''یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارے گھر میں کچھ کھانے کے لئے ہے۔ قسم سے بڑے زوروں کی بھوک لگ رہی ہے''۔ گونگلو نے اپنے پھولے ہوئے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میرے گھر میں کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ تمہیں اتنی ہی بھوک لگ رہی ہے تو یہاں وہ مٹی کا ڈھیر موجود ہے اسے سب کھا کر اپنا پیٹ بھر لو''۔ شیخ چلی نے ایک طرف پڑے ہوئے مٹی کے ڈھیر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''لو بھلا کوئی اینٹ مٹی کھا کر بھی اپنا پیٹ بھر سکتا ہے کیا''۔ گونگلو نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا بتاؤ۔ کس نے دی ہے یہ بین تمہیں مجھے

دینے کے لئے''۔ شیخ چلی نے پوچھا۔

''جب تک تم مجھے کچھ کھانے کے لئے نہیں دو گے میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا اور یہ بھی نہیں بتاؤں گا کہ اس بین کو بجا کر تم کتنے بڑے بڑے خزانے حاصل کر سکتے ہو''۔ گونگلو نے کہا اور خزانوں کا سن کر شیخ چلی بری طرح سے اچھل پڑا۔

''خزانے۔ کیا مطلب''۔ شیخ چلی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جس نے مجھے یہ بین دی ہے اس نے کہا تھا کہ اس بین کو جب شیخ چلی ایک خاص جگہ لے جا کر بجائے گا تو اسے وہاں چھپے ہوئے کئی خزانے مل جائیں گے جنہیں پا کر وہ دنیا کا امیر ترین انسان بن جائے گا''۔ گونگلو نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو''۔ شیخ چلی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں جب تک تم مجھے کھانے کے لئے کچھ نہیں دو گے اسے جھوٹ ہی سمجھو''۔ گونگلو نے اپنے مخصوص انداز میں کہا اور شیخ چلی اسے کھا جانے والی نظروں

سے دیکھنے لگا۔

''تم بتاتے ہو یا میں اپنا جوتا اتاروں''۔ شیخ نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''جوتے کھانے سے میرا پیٹ نہیں بھرے گا۔ کھانے کے لئے چپاتیاں اور پھل دو مجھے پتہ تمہاری ماں چوہدری نواز کے گھر کام کرتی ہے اور چوہدری نواز کے گھر سے ڈھیر سارا پھل لاتی ہے اور کچھ نہیں تو مجھے سو، ڈیڑھ سو کیلے، سو، ڈیڑھ سنگترے اور من، ڈیڑھ من امرود دے دو۔ میں و کھا کر گزارا کر لوں گا اور پھر میں تمہیں یہ دینے والے کا نام اور اس کا دیا ہوا پیغام بتا دو گا''۔ گونگلو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں اگر کمرے میں اما نے پھل لا کر رکھے ہوئے ہیں تو میں وہ تمہیں لا دے دیتا ہوں''۔ شیخ چلی نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو گونگلو کا چہرہ فرطِ مسرت سے کھل اٹھا۔

''جاؤ جاؤ۔ جلدی جاؤ۔ اس سے پہلے کہ ان پھلوں کو کیڑے مکوڑے کھا جائیں یا پڑے پڑے سڑ جائیں

میں انہیں ان کے اصل مقام میں یعنی اپنے پیٹ تک پہنچا دیتا ہوں''۔ گونگلو نے کہا تو شیخ چلی اسے تیز نظروں سے گھورتا ہوا ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

چوہدری نواز کے اپنے باغات تھے جہاں سے ٹوکروں میں پھل بھر کر چوہدری نواز کے گھر آتا تھا اور چونکہ چوہدری نواز سخی انسان تھا اس لئے وہ پھلوں کے ٹوکرے شیخ چلی کے گھر بھی بھجوا دیتا تھا۔ شیخ چلی اور اس کی ماں پھل کم ہی کھاتے تھے اس لئے ان کے گھر وافر مقدار میں پھل پڑے رہتے تھے۔

کمرے میں کیلوں کے کئی لونگر پڑے ہوئے تھے شیخ چلی نے ایک لونگر اور سنگتروں سے بھرا ہوا ایک ٹوکرا اٹھایا اور اسے لے کر باہر آ گیا جہاں گونگلو اس کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔ شیخ چلی، گونگلو کی پیٹو طبعیت کے بارے میں جانتا تھا کہ یہ سارے پھل بھی اس جیسے پیٹو انسان کے لئے کافی نہیں ہوں گے۔ وہ اس کے سامنے ایسے چار پانچ کیلوں کے لونگر اور سنگتروں سے بھرے ہوئے کئی ٹوکرے بھی لا کر رکھ دے گا تو بھی گونگلو کا بھوکا پیٹ نہیں بھرے گا۔

''لو مرو۔ کھا لو سب کچھ''۔ شیخ چلی نے سنگتروں سے بھرا ہوا ٹوکرا اور کیلوں کا لونگر اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''بس اتنا سا پھل۔ اس سے تو میری داڑھ بھی گیلی نہیں ہو گی''۔ گونگلو نے منہ بنا کر کہا اور بھک مروں کی طرح کیلوں کا لونگر اٹھا کر اس سے کیلے توڑنے اور انہیں چھیل چھیل کر کھانا شروع ہو گیا جیسے وہ صدیوں سے بھوکا ہو۔

''یہ پھل تو کیا تمہیں اگر پھلوں کے کسی باغ میں بھی بھیج دیا جائے تو تم ایک ہی دن میں سارے پھل چٹ کر جاؤ گے پھر بھی تمہارا پیٹ نہیں بھرے گا''۔ شیخ چلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ گونگلو نے



اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور احمقوں کی طرح کیلے چھیل چھیل کر کھاتا چلا گیا۔ لونگر میں پانچ درجن سے زائد کیلے تھے جو گونگلو نے چند ہی لمحوں میں چٹ کر لئے تھے۔ پھر جیسے سنگتروں کی شامت آ گئی اور وہ سنگترے چھیل چھیل کر کھانا شروع ہو گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے سوائے کھانے کے اور کچھ یاد نہیں ہے۔

شیخ چلی اسے احمقوں کی طرح کھاتے دیکھ کر برے برے منہ بنا رہا تھا۔ سنہری بین اس کے ہاتھوں میں تھی جسے وہ حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ بین اسے کس نے تحفے میں بھیجی ہے اور کیوں اور یہ کہ گونگلو نے یہ کیوں کہا تھا کہ جب شیخ چلی ایک خاص مقام پر جا کر یہ بین بجائے گا تو اس بین کی وجہ سے شیخ چلی کو کئی خزانوں کا پتہ چل جائے گا اور وہ دنیا کا امیر ترین انسان بن جائے گا۔

یہ سب گونگلو جانتا تھا لیکن وہ تو بس مسلسل کھائے جا رہا تھا جب تک کیلوں کی طرح وہ ٹوکرے کے

سارے سنگترے نہ چٹ کر جاتا اس سے کچھ پوچھنا بے کار ہی تھا اس لئے شیخ چلی اسے سوائے احمقوں کی طرح کھاتے دیکھنے کے اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

جنگل کے وسط میں ایک جھیل کے پاس گھاس پھونس کی ایک جھونپڑی بنی ہوئی تھی۔اس جھونپڑی کے باہر ایک انتہائی بوڑھا اور سیاہ فام پجاری آلتی پالتی مارے زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔اس پجاری کے پورے جسم پر صرف سرخ رنگ کا ایک جانگیہ تھا۔

اس پجاری کے سر کے بال بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے اور وہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے اور آنکھیں بند کئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھتا چلا جا رہا تھا۔وہاں ایک طرف ایک گھڑا اور ایک کٹورا پڑا تھا۔

بوڑھا پجاری آنکھیں بند کئے مسلسل کچھ پڑھتا چلا جا رہا تھا۔پڑھتے پڑھتے اس نے اچانک آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ یوں لگ رہا تھا

جیسے اس کی آنکھوں میں خون ہی خون بھرا ہوا ہو۔

یہ بوڑھا شیطان کا پجاری تھا جو شیطان کے معبد سے نکل کر اس جنگل میں آ گیا تھا اور اس نے اسی جنگل میں ڈیرہ ڈال لیا تھا۔

''مالگا۔ کیا تم آ گئے ہو''۔ بوڑھے پجاری نے سامنے موجود درختوں کے جھنڈ کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت اور گونج دار لہجے میں کہا۔

''ہاں آقا۔ میں آ گیا ہوں''۔ درختوں کے جھنڈ سے ایک تیز اور غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''آگے آ جاؤ''۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔ اسی لمحے ایک سایہ سا درختوں کے جھنڈ میں سے نکل کر بوڑھے پجاری کے سامنے آ گیا۔ اس سائے نے گیروے رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے کاندھے پر ایک تھیلا سا لٹک رہا تھا۔ ایسا تھیلا جیسا عام طور پر سپیرے اپنے کاندھوں سے لٹکاتے ہیں۔ سائے کے ہاتھ میں ایک بین بھی دکھائی دے رہی تھی۔

''کیا خبر لائے ہو مالگا۔ ناگ رانی کا کچھ پتہ چلا''۔ بوڑھے پجاری نے سپیرے کی جانب دیکھتے

ہوئے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں آقا۔ میں سارا جنگل چھان چکا ہوں مگر مجھے ناگ رانی کہیں نہیں مل سکی ہے۔ نجانے وہ اپنی کنیز کے ساتھ کہاں غائب ہو گئی ہے"۔ سپیرے نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"کہاں جا سکتی ہے وہ۔ ڈھونڈو اسے۔ ہر حال میں ڈھونڈو۔ اگر وہ مجھے نہ ملی تو میں اس سے اس کا منکا کبھی حاصل نہیں کر سکوں گا اور اگر مجھے ناگ رانی کا منکا نہ ملا تو میں زندہ نہیں رہوں گا۔ مجھے طویل زندگی حاصل کرنے کے لئے ہر حال میں ناگ رانی کے منکے کی ضرورت ہے"۔ بوڑھے پجاری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں آقا۔ لیکن میں کیا کروں۔ میں ناگ رانی کو ہر جگہ تلاش کر چکا ہوں مگر مجھے اس کا کچھ پتہ نہیں چل رہا ہے"۔ سپیرے نے اسی انداز میں کہا۔

"ہونہہ۔ وہ مجھ سے بچنے کے لئے انہی جنگلوں میں کہیں چھپی ہوئی ہے۔ ان جنگلوں سے اس کے

لئے نکلنا ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن۔ اگر وہ ان جنگلوں سے نکلنے کی کوشش کرے گی تو وہ ہلاک ہو جائے گی۔ میں نے اسے جنگل سے باہر جانے سے روکنے کے لئے جنگل کے گرد سرخ حصار باندھ رکھا ہے۔ وہ کچھ بھی کر لے مگر میرے بنائے ہوئے سرخ حصار کو کسی بھی صورت میں پار نہیں کر سکتی ہے"۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔

"ہاں آقا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ انہی جنگلوں میں کہیں موجود ہے لیکن وہ ناگ رانی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ کوئی بھی روپ بدل سکتی ہے۔ اس وقت وہ نجانے کس روپ میں ہے اسی لئے میں اس تک نہیں پہنچ پا رہا ہوں۔ اگر وہ ناگن کے روپ میں ہوتی تو نہ صرف میں اس تک پہنچ چکا ہوتا بلکہ وہ اب تک میرے قبضے میں بھی آ گئی ہوتی"۔ سپیرے نے جواب دیا جس کا نام مالگا تھا۔

"ہونہہ۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ اسے تلاش کرنا تمہارا کام ہے۔ وہ کسی بھی روپ میں ہو اسے ہر صورت میں اور جتنی جلد ممکن ہو سکے تلاش کرو۔ میرے پاس

زیادہ وقت نہیں ہے۔ اگلے تین دنوں تک اگر مجھے ناگ رانی کا منکا نہ ملا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا اور میں ہلاک ہوا تو تم بھی زندہ نہیں بچو گے۔ یہ بات تم اچھی طرح سے جانتے ہو"۔ بوڑھا پجاری غصیلے لہجے میں رکے بغیر بولتا چلا گیا۔

"ٹھیک ہے آقا۔ میں کوشش کرتا ہوں"۔ مالگا نے بے دلی سے کہا جیسے وہ اب اس کام سے بری طرح سے تھک چکا ہو۔

"کوشش نہیں مالگا۔ تمہیں یہ کام ہر صورت میں کرنا ہے اور اس کام کے لئے اس قدر بے زاری مت برتو۔ ہم دونوں کی زندگیاں خطرے میں ہیں اگر ہم نے جلد سے جلد ناگ رانی کا منکا حاصل نہ کیا تو ہم دونوں ہی ختم ہو جائیں گے"۔ بوڑھے پجاری نے مالگا کے چہرے پر بے زاری دیکھ کر اور زیادہ غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"آقا اگر آپ مجھے متوکا ناگ حاصل کر کے دے دیں تو میں اس کی مدد سے ناگ رانی کا آسانی سے پتہ لگا سکتا ہوں۔ متوکا ناگ ٹھیک اسی جگہ پہنچ جائے

گا جہاں ناگ رانی چھپی ہوئی ہو گی پھر وہ چاہے کسی بھی روپ میں کیوں نہ ہو متوکا ناگ کی نظروں سے نہیں چھپ سکے گی"۔ مالگا نے کہا۔

"متوگا ناگ۔ اوہ۔ اسے پکڑنے کے لئے تو مجھے پانچ انسانوں کے خون کی بھینٹ دینی پڑے گی۔ وہ پاتال کا ناگ ہے۔ بھینٹ لئے بغیر وہ پاتال سے باہر نہیں آئے گا"۔ بوڑھے پجاری نے چونک کر کہا۔

"تو کیا ہوا آقا۔ آپ کالے دیوتا کے پجاری ہیں۔ آپ کے لئے پانچ انسانوں کا خون حاصل کرنا کون سا مشکل ہے۔ یہ کام تو آپ کی شیطانی طاقت ہاشا بھی کر سکتی ہے"۔ مالگا نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں واقعی ہاشا سے یہ کام کرا سکتا ہوں۔ ایسا کرو تم درختوں کے جھنڈ میں چلے جاؤ۔ میں ہاشا کو بلاتا ہوں اور اسے پانچ انسانوں کا خون لانے کا حکم دیتا ہوں۔ جیسے ہی وہ کسی چھاگل یا مٹکے میں انسانی خون بھر کر لائے گی میں وہ سارا خون ایک گڑھے میں ڈال کر اسے پینے کی متوکا ناگ کو دعوت بھیج دوں گا۔ متوکا ناگ انسانی خون پینے

کے لئے پاتال سے فوراً نکل آئے گا۔ میں اسے تب ہی خون پینے کی اجازت دوں گا جب وہ تمہاری مدد کرنے پر آمادہ ہو جائے گا اور تمہارے ساتھ مل کر ناگ رانی کو تلاش کرے گا''۔ بوڑھے پجاری نے کہا تو مالگا کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''ٹھیک ہے آقا۔ میں چلا جاتا ہوں آپ یہ کام آج بلکہ ابھی کریں تاکہ میں آج ہی منتوکا ناگ کی مدد سے ناگ رانی تک پہنچ جاؤں اور اسے گردن سے پکڑ کر آپ کے پاس لے آؤں''۔ مالگا نے کہا تو بوڑھے پجاری نے اثبات میں سر ہلا دیا اور مالگا اسے مخصوص انداز میں سلام کرتا ہوا درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مالگا کے باہر جاتے ہی بوڑھے پجاری نے آنکھیں بند کیں اور اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ منتر پڑھتا جا رہا تھا اس کی ناک اور کانوں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا تھا جو لہریں لیتا ہوا اس کے سامنے جمع ہوتا چلا جا رہا تھا۔
دھواں ایک جگہ جمع ہوتا ہوا ایک انسانی روپ لے

رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہاں دھوئیں کی بنی ہوئی ایک عجیب اور انتہائی ہیبت ناک بڑھیا دکھائی دینے لگی۔ بڑھیا کا سارا وجود دھوئیں کا بنا ہوا تھا لیکن اس کا بھیانک چہرہ اور ہاتھ پاؤں واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے۔ جب دھوئیں سے بڑھیا کا وجود پورا بن گیا تو بوڑھے پجاری کی ناک اور کانوں سے دھواں نکلنا بند ہو گیا۔ بوڑھا پجاری کچھ دیر تک اسی طرح سے آنکھیں بند کئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھتا رہا پھر اس نے اچانک آنکھیں کھول دیں۔

''ہاشا حاضر ہے آقا۔ حکم''۔ اچانک دھوئیں سے بنی ہوئی بڑھیا نے بوڑھے پجاری کو آنکھیں کھولتے دیکھ کر انتہائی بھیانک اور چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''ہاشا۔ تم فوراً جاؤ اور جا کر پانچ انسانوں کو ہلاک کر کے کسی مٹکے میں ان کا خون بھر لاؤ۔ جاؤ جلدی جاؤ''۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔

''جو حکم آقا''۔ بڑھیا نے اسی طرح سے چیختی ہوئی آواز میں کہا اور اچانک اس کا دھواں بنا ہوا وجود ہوا میں تحلیل ہوتا چلا گیا۔

''آ جاؤ مالگا''۔ بڑھیا کے جاتے ہی بوڑھے پجاری نے اونچی آواز میں درختوں کے جھنڈ میں موجود مالگا کو آواز دیتے ہوئے کہا تو مالگا فوراً آ گیا۔

''میں نے ہاشا کو بھیج دیا ہے جلد ہی وہ پانچ انسانوں کا خون لے آئے گی پھر میں تمہارے لئے پاتال سے متوکا ناگ کو باہر بلا لوں گا''۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔

''یہ بہت اچھا ہو گا آقا۔ متوکا ناگ کی نظروں سے ناگ رانی نہیں بچ سکے گی۔ میں اسے آسانی سے اپنی گرفت میں لے لوں گا''۔ مالگا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو بوڑھے پجاری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔



شیخ چلی صدیوں کے بھوکے گونگلو کی جانب کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا جو سنگترے کی بھری ہوئی دو ٹوکریاں اور کیلوں کے دو لونگر کھا چکا تھا لیکن وہ اب بھی شیخ چلی کی جانب بھوکی نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ شاید شیخ چلی اسے اور کیلے اور سنگترے لا کر دے دے۔

شیخ چلی نے اسے پہلے ایک کیلے کا لونگر اور ایک ہی سنگتروں سے بھری ہوئی ٹوکری لا کر دی تھی لیکن وہ سب ختم کرنے کے بعد بھی گونگلو کا پیٹ نہیں بھرا تھا اور اس نے شیخ چلی کو بین کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا تو شیخ چلی نے اسے ایک اور سنگترے کی ٹوکری اور کیلوں کا ایک اور لونگر لا دیا تھا۔

''اس سے کچھ آسرا ہو گیا ہے۔ لیکن پیٹ پوری طرح سے نہیں بھرا ہے اگر کیلوں کا ایک اور لونگر یا سنگتروں کی ایک اور ٹوکری مل جائے تو مزہ ہی آ جائے''۔ گونگلو نے اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شیخ چلی کی جانب ندیدی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اب تمہارے سر پر جوتے پڑیں گے تب تمہیں مزہ آئے گا۔ کمرے میں جو کچھ تھا وہ سب لا کر میں تمہیں دے چکا ہوں۔ اب اور کچھ نہیں ہے''۔ شیخ چلی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ چلو کوئی بات نہیں۔ جو تھوڑا سا مل گیا ہے اسی پر گزارہ کر لیتا ہوں''۔ گونگلو نے شیخ چلی کو غصے میں دیکھ کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اب بتاؤ کس نے دی ہے بین اور اس بین کے بارے میں کیا بتایا ہے''۔ شیخ چلی نے پوچھا۔

''میں کچھ دنوں سے اپنی خالہ کے گھر رہنے کے لئے گیا ہوا تھا جو ساتھ والے گاؤں میں رہتی ہیں۔ آج صبح میں وہاں سے نکلا تو میں نے عام راستے کی

بجائے جنگل کے راستے اپنے گاؤں میں آنے کا راستہ اختیار کیا تاکہ جلد گاؤں پہنچ جاؤں۔ جب میں جنگل سے گزر کر گاؤں کی جانب آ رہا تھا تو مجھے وہاں ایک جوگی ملا اس نے مجھے وہاں روکا اور مجھے یہ بین دیتے ہوئے کہا کہ یہ بین لے جا کر میں اپنے گاؤں کے شیخ چلی کو دے دوں اور اس سے کہوں کہ وہ یہ بین لے کر کبوتروں والے جنگلوں میں چلا جائے۔ لوگاموکے جنگلوں میں بے شمار خزانے چھپے ہوئے ہیں۔ شیخ چلی کو امیر بننے کا شوق ہے اگر اسے امیر بننا ہے اور خزانے حاصل کرنے ہیں تو وہ کبوتروں والے جنگل میں جا کر یہ بین بجائے۔ جیسے جیسے وہ بین بجاتا جائے گا اس کے قدم خود بخود اس طرف اٹھنا شروع ہو جائیں گے جہاں جنگل میں خزانے چھپے ہوئے ہیں۔ جنگل میں خزانے بین بجانے سے خود ہی زمین سے نکل کر شیخ چلی کے سامنے آ جائیں گے اور شیخ چلی وہ خزانے پا کر امیر بن جائے گا پھر وہ اپنا محل بھی بنا سکتا ہے اور کسی ملک کی حسین شہزادی سے شادی بھی کر سکتا ہے۔ میں اس کی بات سن کر

حیران تو ہوا تھا کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ بین بجانے سے خزانے نکل آئیں۔ بین بجانے سے تو سانپ نکلتے ہیں لیکن جب مجھے اس جوگی نے کھانے کے لئے اپنی جھولی سے سیب نکال کر دیئے تو میں نے اس کی بات مان لی اور اس سے بین لے کر یہاں آ گیا''۔ گونگلو نے شیخ چلی کو ساری بات بتاتے ہوئے کہا۔ گونگلو چونکہ موٹے دماغ کا مالک تھا اس لئے اسے بھلا خزانے حاصل کرنے اور امیر بننے سے کیا مطلب ہو سکتا تھا اس لئے وہ جوگی سے سیب کے بدلے میں بین لے کر شیخ چلی کو دینے کے لئے چلا آیا تھا۔ اس نے یہ بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ بین خود کبوتروں والے جنگلوں میں لے جائے اور شیخ چلی کی جگہ خود ہی خزانے حاصل کر لے۔ اس کی باتیں سن کر شیخ چلی کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی تھی۔

''کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ جوگی نے تمہیں یہ سب ہی بتایا تھا''۔ شیخ چلی نے اس کی جانب شک بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا کہ کہیں وہ اس سے

مذاق تو نہیں کر رہا ہے۔

''لو بھلا مجھے تم سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ جوگی نے جو کہا تھا میں نے وہی تمہیں بتایا ہے۔ اگر تمہیں یقین نہیں تو میں اپنے پچکے ہوئے پیٹ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جوگی مہاراج نے مجھے یہی کہا تھا اگر اس میں جھوٹ ہو تو میں نے تم سے جتنے بھی پھل لے کر کھائے ہیں وہ میرے پیٹ میں ہی گل سڑ جائیں اور میں چمگادڑ کی طرح کسی درخت کے ساتھ الٹا لٹک جاؤں''۔ گونگلو نے اپنے پھیلے ہوئے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر احمقانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں تمہیں قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو''۔ شیخ چلی نے مسکرا کر کہا۔

''تو ملاؤ ہاتھ اسی خوشی میں''۔ گونگلو نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو شیخ چلی نے ہنستے ہوئے اس سے ہاتھ ملا لیا۔

''سنو۔ اس بین اور جوگی کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتانا۔ اگر تم میری باتوں پر عمل کرو گے تو میں

جنگل میں جا کر جتنے بھی خزانے حاصل کروں گا ان خزانوں سے میں تمہارے لئے کھانے پینے کا اتنا انتظام کر دوں گا کہ تم سال بھر بھی کھاتے رہو گے اور تم کھاتے کھاتے تھک جاؤ گے مگر تمہارا کھانا ختم نہیں ہو گا''۔ شیخ چلی نے کہا تو گونگلو بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا تم واقعی مجھے سال بھر کا راشن اکٹھا کر دو گے''۔ گونگلو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لیکن تم اپنی زبان بند رکھو گے تو۔ اگر تم نے کسی کو کچھ بھی بتایا تو میں تمہارے لئے کچھ بھی نہیں کروں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''ارے نہیں نہیں۔ میں اپنی زبان بالکل نہیں کھولوں گا۔ میں سب بھول جاؤں گا۔ بھول کیا جاؤں گا۔ میں تو بھول بھی گیا ہوں۔ شیخ چلی بھائی یہ تم نے بین کیوں پکڑ رکھی ہے۔ کیا تم اب سپیرے بن کر سانپ پکڑنا چاہتے ہو''۔ گونگلو نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا تو شیخ چلی ہنس پڑا۔

''یہ بین نہیں چولہے میں آگ جلانے والی پھونکنی ہے''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ یہ تو پھونکنی ہے۔ بالکل پھونکنی ہے۔ میری عقل پر بھی شاید پتھر پڑ گئے ہیں جو مجھے پھونکنی بھی بین جیسی دکھائی دے رہی ہے''۔ گونگلو نے باقاعدہ زور سے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا تو شیخ چلی کی ہنسی تیز ہو گئی۔

''اب جاؤ اور جا کر آرام کرو۔ کل میں تمہارے گھر خود ہی کیلوں کے لونگروں اور سنگتروں کی بھری ہوئی بیل گاڑی پہنچا دوں گا۔ پھر تم اپنے گھر میں ہی کھاتے رہنا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''کل کیوں۔ آج کیوں نہیں''۔ گونگلو نے کہا۔

''آج کا سارا پھل تم نے کھا لیا ہے۔ اب اماں چوہدری نواز کے گھر سے مزید پھل لائے گی تو میں وہ سارا پھل تمہارے گھر دے جاؤں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ اچھا میں چلتا ہوں اور ہاں یہ پھونکنی سنبھال کر رکھنا۔ جب اس سے پھونکیں مار کر

چولہے میں آگ جل جائے تو آگ پر میرے لئے کھیر بھی پکنے کے لئے رکھ دینا۔ بہت عرصہ ہو گیا ہے کھیر کھائے ہوئے''۔ گونگلو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کسی دن میں تمہیں کھیر بھی کھلا دوں گا۔ اب خوش''۔ شیخ چلی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں خوش۔ بہت خوش۔ بس کھیر کسی بڑے سے تپیلے میں پکانا۔ میں اس دن سوائے کھیر کے اور کچھ نہیں کھاؤں گا''۔ گونگلو نے احمقانہ انداز میں دانت نکالتے ہوئے کہا۔

''پھر تو تمہارے لئے اس روز کھیر کی تین دیگیں بھی کم پڑ جائیں گی''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ تم ایک دیگ ہی پکوا لینا اپنی اماں سے۔ میں اسی سے گزارا کر لوں گا''۔ گونگلو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ''۔ شیخ چلی نے کہا تو گونگلو ہنستا مسکراتا ہوا اور اپنا پھولا ہوا پیٹ لے کر تھل تھل کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ گونگلو کے

جانے کے بعد شیخ چلی نے دروازہ بند کر کے کنڈی لگائی اور بین لے کر دوبارہ اپنی چارپائی پر آ کر بیٹھ گیا۔

''حیرت ہے۔ آخر وہ جوگی تھا کون جس نے مجھے دینے کے لئے یہ بین گونگلو کو دی تھی۔ اگر وہ مجھے خزانوں تک پہنچانا چاہتا ہے تو یہ بین دینے کے لئے وہ میرے گھر آ جاتا''۔ شیخ چلی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس میں بھی عقل نام کی کوئی چیز نہیں تھی اس لئے وہ اس جوگی اور بین کے بارے میں کیا سوچتا وہ تو اس بات سے خوش تھا کہ کوئی جوگی اسے امیر بنانا چاہتا ہے۔ وہ اس بین کی مدد سے خزانوں تک پہنچ سکتا ہے جسے پا کر شیخ چلی اس قدر امیر ہو سکتا تھا کہ وہ اپنا محل بھی بنا سکتا ہے اور کسی ملک کی شہزادی سے شادی بھی کر سکتا ہے۔

شیخ چلی کی سوچ محل بنانے اور کسی ملک کی شہزادی سے شادی کرنے تک ہی سمٹ کر رہ گئی تھی۔ وہ کافی دیر چارپائی پر بیٹھا یہ سب سوچتا رہا پھر اس نے بین چارپائی پر رکھی اور اٹھ کر غسل خانے کی طرف بڑھ

گیا۔ غسل خانے سے نہا دھو کر اور نیا لباس پہن کر اس نے اپنی ماں کا بنایا ہوا ناشتہ کیا اور پھر بین اٹھا کر اسے ایک بار پھر غور سے دیکھنا شروع ہو گیا۔

شیخ چلی نے بین بجتے دیکھی ضرور تھی لیکن وہ خود بین بجانا نہیں جانتا تھا۔ چند لمحے وہ غور سے بین دیکھتا رہا پھر اس نے سوچا کہ کبوتروں والے جنگل میں جانے سے پہلے سے بین بجا کر دیکھ لینا چاہئے کہیں بین خراب نہ ہو۔ یہ نہ ہو کہ وہ جنگل میں جا کر بین بجائے اور اس سے بین بجے ہی نہ۔ یہ سوچ کر اس نے بین منہ سے لگائی اور منہ میں ہوا بھر کر بین میں زور زور سے پھونکیں مارنے لگا۔ بین میں پھونکیں مارنے سے بھلا کیا ہونا تھا۔ جب تک بین کی دوسری دو نالیوں پر بنے سوراخوں پر انگلیاں رکھ کر ان انگلیوں کو مخصوص انداز میں استعمال نہ کیا جاتا اس وقت تک بین سے سر ہی نہیں نکلتے تھے اس لئے شیخ چلی کی بین سے سروں کی جگہ عجیب سے آوازیں نکل رہی تھیں۔

شیخ چلی بین میں پھونکیں مارتا ہوا اپنا سر دائیں



بائیں یوں ہلا رہا تھا جیسے اسے بین کی دھن بے حا
پسند آ رہی ہو اور وہ اس پر خود ہی سر دھننا شروع ہ
گیا ہو۔ ابھی شیخ چلی بین بجا ہی رہا تھا کہ اچانک
بین کے سوراخوں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا۔ شیخ
چلی نے بین بجاتے ہوئے آنکھیں بند کر لی تھیں اس
لئے وہ بین کے سوراخوں سے دھواں نکلتے نہیں دیکھ
سکا تھا۔ بین سے دھواں نکل نکل کر اس کے سامنے
ہوا میں معلق ہوتا جا رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں دھواں
جمع ہوتا ہوا ایک انسانی وجود میں آ گیا پھر اچانک
اس دھویں میں چنگاریاں سی چمکیں اور دھواں جیسے
راکھ بن کر نیچے گرتا چلا گیا۔ جہاں دھواں انسانی وجود
جیسا نظر آ رہا تھا اب وہاں ایک نہایت حسین پری
کھڑی تھی۔ اس پری نے سرخ رنگ کا خوبصورت
لباس پہن رکھا تھا۔ اس کی کمر پر بڑے بڑے پر تھے
جو مختلف رنگوں کے تھے اور انتہائی خوبصورت دکھائی
دے رہے تھے۔

پری کے سر پر ایک خوبصورت سنہری تاج تھا اور
اس کے لباس پر بھی سونے کی تاروں کے نقش بنے

ہوئے تھے۔ پری کی آنکھیں بڑی بڑی اور نیلی تھیں اور اس کے سنہری بال اس کے کاندھوں تک لہراتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

دھویں سے نکلتے ہی وہ شیخ چلی کی جانب دیکھنا شروع ہو گئی تھی اور پھر شیخ چلی کو بے ڈھنگے انداز میں بین بجاتے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ شیخ چلی نے اب بین بجاتے ہوئے اور زیادہ تیزی سے اپنا سر ادھر ادھر مارنا شروع کر دیا جیسے وہ بین کی دھن میں خود ہی مست ہو گیا ہو۔

''بس کرو شیخ چلی۔ میں بین سے باہر آ گئی ہوں''۔ سرخ لباس والی پری نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن شیخ چلی بین بجانے میں اس قدر مصروف تھا کہ اس نے جیسے پری کی آواز سنی ہی نہیں تھی۔

''شیخ چلی۔ شیخ چلی''۔ پری نے زور سے کہا تو شیخ چلی کا پھولا ہوا منہ جیسے وہیں رک گیا۔ بین سے ایک جیسی تیز آواز خارج ہوئی اور شیخ چلی نے ایک جگہ سر روک کر ایک آنکھ کھولی اور پھر اپنے سامنے ایک خوبصورت پری کو دیکھ کر اس کی دوسری آنکھ بھی کھل

گئی اور اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ بین اب بھی اس کے منہ میں تھی اور وہ بین میں پھونک مارتے ہوئے آنکھیں پھاڑے پری کو دیکھے جا رہا تھا جیسے پری نے اس پر جادو کر کے اسی حالت میں پتھر کا بت بنا دیا ہو۔

''بین بجانی بند کرو شیخ چلی''۔ پری نے کہا اور شیخ چلی اس کی آواز سن کر اس بری طرح سے اچھلا جیسے پری نے ہاتھ مار کر پہلے اس کے سر سے پگڑی اتار دی ہو اور پھر اس نے شیخ چلی کے گنجے سر پر چپت رسید کر دی ہو۔ اس کے اچھلنے کی وجہ سے اس کے منہ اور ہاتھوں سے بین نکل کر دور جا گری اور شیخ چلی ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا اور حیرت سے منہ کھولے اور آنکھیں پھاڑے سرخ لباس والی پری کی طرف دیکھنے لگا۔

''تت۔ تت۔ تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو''۔ شیخ چلی نے سرخ لباس والی پری کی جانب دیکھ کر بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے سامنے خواب میں اس قدر حسین پری

کو دیکھ رہا ہو۔

''میں عسکا ہوں۔ شہزادی عسکا پری''۔ سرخ لباس والی پری نے جواب دیا۔

''پپ۔ پپ۔ پری۔ وہ بھی شہزادی پری''۔ شیخ چلی نے اسی طرح ہکلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں شہزادی پری ہوں۔ میں پرستان کی ایک ریاست سے آئی ہوں جس کا نام چنبیلی ریاست ہے''۔ پری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں کیوں آئی ہو۔ کس نے بلایا ہے تمہیں''۔ شیخ چلی نے اسی انداز میں کہا۔

''تم نے''۔ عسکا پری نے مسکراتے ہوئے کہا تو شیخ چلی چونک کر اور حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''کیا کہا۔ میں نے بلایا ہے تمہیں۔ کب کیسے۔ میں تو تمہیں زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔ میں تمہیں جانتا بھی نہیں ہوں۔ پھر میں بھلا تمہیں کیسے بلا سکتا ہوں۔ میں تو یہاں بیٹھا بین بجا رہا تھا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''میں اس بین کی قیدی ہوں شیخ چلی۔ جب بھی کوئی اس بین کو بجاتا ہے میں فوراً اس کے سامنے نمودار ہو جاتی ہوں اور اس کی کنیز بن جاتی ہوں''۔ عسکا پری نے کہا۔

''کیا کہا۔ کنیز''۔ شیخ چلی نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں۔ شیخ چلی۔ اب چونکہ یہ سنہری بین تمہارے پاس ہے اور تم نے اسے بجایا ہے اس لئے اب میں تمہاری کنیز ہوں۔ ایک ماہ تک اب مجھ تمہارے پاس رہنا ہے اور مجھے تمہاری خدمت کرنی ہے''۔ عسکا پری نے اس بار سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''لیکن کیوں۔ تم میری کنیز کیوں بننا چاہتی ہو اور یہ بین۔ میرا مطلب ہے کہ تم کہہ رہی ہو کہ تم پرستان کی ریاست چنبیلی کی شہزادی ہو پھر تم اس بین کی قیدی کیسے بنی تھی''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''یہ ایک طویل داستان ہے شیخ چلی۔ اگر تم کہو تو میں تمہیں اپنی داستان سنا سکتی ہوں کہ میں اس بین کی قیدی کیسے بنی تھی اور یہ بین تم تک کیسے اور کیوں پہنچی ہے''۔ عسکا پری نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں تمہاری داستان ضرور سنوں گا عسکا پری۔ آؤ۔ میرے پاس اس چارپائی پر بیٹھ جاؤ اور مجھے اپنی ساری داستان سناؤ''۔ شیخ چلی نے کہا اور دوبارہ چارپائی پر بیٹھ گیا۔ پری آگے بڑھی اور شیخ چلی کے پاس چارپائی پر بیٹھ گئی۔

''جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میرا تعلق پرستان سے ہے اور میں پرستان کی ریاست چنبیلی کی شہزادی ہوں۔ میں اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ میری نہ کوئی بہن ہے اور نہ بھائی۔ اکلوتی بیٹی ہونے کی وجہ سے میرے ماں باپ نے مجھے بڑے لاڈ سے پالا تھا۔ وہ میرا بہت خیال رکھتے تھے اور میری ہر جائز اور ناجائز ضرورت پوری کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے میں بے حد ضدی اور خود سر ہو گئی تھی۔ مجھے اپنے ماں باپ سے کوئی بھی کام لینا ہوتا یا اپنی کوئی بات منوانی ہوتی تو میں ضد پر اڑ جاتی تھی۔ میری ضد کی وجہ سے میرے ماں باپ مجبور ہو جاتے تھے اور میں ان سے جو کہتی تھی وہ مان جاتے تھے۔

میں چونکہ شہزادی تھی اور میرا محل پر راج چلتا تھا

اس لئے محل کے سارے جن، دیو اور پریاں مجھ سے ڈرتے تھے۔ میں نے ان پر بے حد رعب ڈال رکھا تھا یہاں تک کہ میری کنیز پریاں جب میرے پاس آتی تھیں تو مجھ سے بات کرتے ہوئے ہکلاتی تھیں اور غلام جن اور دیو تھر تھر کانپتے تھے۔ میری ایک عادت تھی میں ہر کام اپنی مرضی کے مطابق ہی کرانا چاہتی تھی جب بھی کوئی جن، دیو یا پری میرے کسی کام میں مداخلت کرتے یا میرے کام میں تھوڑی سی بھی لاپرواہی برتتے تھے تو مجھے ان پر شدید غصہ آ جاتا تھا جس پر میں انہیں سخت سے سخت سزائیں دیتی تھیں۔ میں کوتاہی کرنے والے جن، دیو اور پریوں کو کال کوٹھڑیوں میں قید کرا دیتی تھی جہاں میرے حکم پر انہیں نہ صرف کوڑوں سے پیٹا جاتا تھا بلکہ انہیں کئی کئی روز بھوکا پیاسا بھی رکھا جاتا تھا۔ غلطی کرنے والے جن، دیو اور پریاں جب بھی معافیاں مانگتے تھے یا میری منتیں کرتے تھے مجھے ان پر رحم آنے کی بجائے اور زیادہ غصہ آ جاتا تھا جس سے ان کی سزائیں بڑھ جاتی تھیں۔

ایک روز میں محل کے پائیں باغ میں چہل قدمی کر رہی تھی کہ وہاں ایک جن آ گیا۔ جن بے حد بوڑھا تھا۔ اسے پائیں باغ میں آتے دیکھ کر محافظوں نے اسے پکڑ لیا تھا لیکن وہ چیخ رہا تھا کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس کے چیخنے کی آوازیں سن کر میں اس بوڑھے کے پاس پہنچ گئی۔ جسے محافظوں نے پکڑ رکھا تھا۔ میرے کہنے پر محافظوں نے اس بوڑھے جن کو چھوڑ دیا۔ جیسے ہی محافظوں نے بوڑھے جن کو چھوڑا بوڑھا جن آگے بڑھا اور وہ میرے قدموں میں گر گیا اور بری طرح سے رونا شروع ہو گیا۔ اس بوڑھے جن کے ہاتھ میں ایک بین تھی اور اس کے کاندھے پر ایک تھیلا سا لٹک رہا تھا جس میں وہ جنگلوں سے سانپ پکڑ کر قید کرتا تھا۔ یہاں میں تمہیں یہ بھی بتا دوں شیخ چلی کہ جس طرح تمہاری دنیا کے انسانوں میں سانپ پکڑنے والے سپیرے ہوتے ہیں اسی طرح ہم جنات کی دنیا میں بھی وہ سب کام کئے جاتے ہیں تو تم انسان کرتے ہو۔ وہ بوڑھا جن ایک سپیرا تھا۔ جو پرستان کے جنگلوں سے

سانپ پکڑتا تھا اور انہیں مختلف ریاستوں میں بیچ کر اپنا اور اپنی ایک اکلوتی بیٹی کا پیٹ بھرتا تھا۔

میں اس بوڑھے جن کو اس طرح روتے بلکتے دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ میں نے اسے اٹھنے کے لئے کہا تو وہ اٹھ تو گیا مگر اس کا رونا کسی طرح سے ختم نہیں ہو رہا تھا۔ آنسوؤں سے اس کا سارا چہرہ بھیگ گیا تھا۔ میں نے اس سے اس کے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے روتے ہوئے مجھ سے کہا کہ وہ میری ایک غلام پری کا باپ ہے جسے میں نے اس کی کسی غلطی پر سزا دے کر ایک کال کوٹھڑی میں قید کر رکھا ہے۔ اس نے جب مجھے اس پری کا نام بتایا جو اس کی بیٹی تھی تو مجھے اس پر غصہ آ گیا۔ اس نے جس پری کا نام بتایا تھا اس کا نام نیلم پری تھا۔ وہ پری واقعی میری کنیز تھی۔

نیلم پری کو میں نے اس کے ایک جرم میں کال کوٹھڑی میں قید کرا رکھا تھا۔ وہ پچھلے کئی روز سے کال کوٹھڑی میں بھوکی پیاسی ایڑیاں رگڑ رہی تھی۔ اس پری نے میرا بہت بڑا نقصان کیا تھا جس پر مجھے غصہ آ

گیا تھا اور میں نے اسے کوٹھڑی میں قید کرنے کے ساتھ ساتھ اسے ایک ماہ تک بھوکا پیاسا رکھنے کی سزا دی تھی۔ نیلم پری کو میں نے اپنے کچھ سونے کے زیورات دیئے تھے جو میرے پاس پڑے پڑے کافی میلے ہو گئے تھے۔ میں نے اسے زیورات دے کر حکم دیا تھا کہ وہ زیورات پرستان کے کالے کنویں پر لے جائے جس سے گرم پانی نکلتا ہے۔ وہ ان زیورات کو اس کنویں کے گرم پانی سے دھوئے گی تو زیورات صاف ہو جائیں گے اور ان میں چمک آ جائے گی۔ نیلم پری اس سے پہلے بھی کئی بار میرے زیورات کالے کنویں کے گرم پانی میں دھو چکی تھی۔ وہ زیورات لے کر گئی لیکن اس بار اس سے غلطی ہو گئی اور اس نے میرا ایک ہار جس میں سرخ ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ وہ ہار مجھے میری سالگرہ کے دن میری نانی پری نے دیا تھا۔ نیلم پری کے ہاتھ سے وہ ہار کنویں میں گر گیا تھا۔ کالا کنواں بے حد گہرا تھا اور اس کا پانی اس قدر گرم تھا کہ ہر وقت ابلتا رہتا تھا جس کی وجہ سے کوئی پری، جن یا دیو اس کنویں میں

نہیں اتر سکتے تھے اس لئے میرا قیمتی ہار ہمیشہ کے لئے اس کنویں کی تہہ میں چلا گیا تھا۔ جب نیلم پری نے مجھے بتایا کہ میری نانی پری کا دیا ہوا ہار اس سے کنویں میں گر گیا ہے تو مجھے اس پر بے حد غصہ آیا اور میں نے اس کی لاپرواہی پر اسے سخت ترین سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔ میں چاہتی تھی کہ میں نیلم پری کو گرم پانی کے کنویں میں اترنے کا حکم دوں تاکہ وہ جیسے بھی ہو کنویں سے میرا ہار نکال کر لائے لیکن یہ ناممکن تھا۔ اگر نیلم پری اس کنویں میں اترتی تو گرم پانی سے اس کی ساری کھال جل جاتی اور وہ وہیں ہلاک ہو جاتی اس لئے میں نے اسے نرم سزا دی تھی اور اسے ایک ماہ کے لئے تاریک کوٹھڑی میں قید کرا دیا تھا اور محافظوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اسے روز کوٹھڑی سے نکال کر اسے سو کوڑے لگائیں اور اسے ایک ماہ تک بھوکا پیاسا رکھیں۔ محافظ میرے حکم پر عمل کر رہے تھے۔ نیلم پری کے باپ کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ مجھ سے نیلم پری کی غلطی کی معافی مانگنے آ گیا اور میری منتیں کرنے لگا لیکن مجھے اس پر رحم نہیں آ

رہا تھا۔ میں نے محافظوں سے کہہ کر اس بوڑھے سپیرے جن کو وہاں سے دھکے دے کر نکلوا دیا۔ جس پر بوڑھا جن بے حد غضبناک ہوا اور اس نے مجھے بددعائیں دینی شروع کر دیں۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں ظالم شہزادی ہوں اور بات بات پر اپنے ظلم کے پہاڑ معصوم اور بے گناہ جنوں، دیوؤں اور پریوں پر توڑتی رہتی ہوں۔ محافظ اسے کھینچتے ہوئے پائیں باغ سے لے جا رہے تھے لیکن جاتے جاتے اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بین پوری قوت سے مجھ پر کھینچ ماری۔ اس کی بین میرے سر پر لگی۔ بین لگنے کی وجہ سے میرا سر پھٹ گیا تھا اور میرے سر سے خون نکلنے لگا تھا۔ میں وہیں بے ہوش ہو کر گر گئی تھی۔ جب مجھے ہوش آیا تو مجھے بتایا گیا کہ محافظوں نے اس بوڑھے جن کو مجھ پر حملہ کرنے کی وجہ سے وہیں تلواریں مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ مجھے اس بوڑھے کی ہلاکت کا کوئی افسوس نہیں ہوا تھا۔ میں کچھ دن بستر پر پڑی رہی پھر مجھے ایک روز پتہ چلا کہ بوڑھے کی بیٹی نیلم پری بھی کوٹھڑی میں کئی روز بھوکی پیاسی رہنے کی وجہ

سے دم توڑ گئی ہے۔ محافظوں نے کوڑے مار مار کر اسے اس قدر کمزور کر دیا تھا کہ وہ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکی تھی۔

جس روز نیلم پری ہلاک ہوئی اس روز میں جب رات کو اپنے کمرے میں سو رہی تھی تو خواب میں مجھے وہی بوڑھا سپیرا نظر آیا اس کے ساتھ اس کی بیٹی نیلم پری بھی تھی۔ وہ دونوں بے حد غصے میں تھے۔ بوڑھے کے ہاتھ میں بین تھی جبکہ نیلم پری کے ہاتھوں میں ایک سیاہ رنگ کا ناگ دکھائی دے رہا تھا وہ دونوں میری طرف بڑھے تو میں گھبرا گئی اور میں فوراً پلٹ کر بھاگی لیکن اسی لمحے نیلم پری نے سیاہ ناگ میری طرف اچھال دیا۔ ناگ اُڑتا ہوا آیا اور اس نے میرے ٹخنے پر کاٹ لیا۔ جیسے ہی ناگ نے مجھے کاٹا اسی لمحے میں وہاں گری اور میرا جسم اچانک سیاہ دھویں میں تبدیل ہونا شروع ہو گیا۔ میں بری طرح سے چیخ رہی تھی۔ میرا وجود دھویں کا بنتا جا رہا تھا اور دھواں بوڑھے سپیرے جن کے ہاتھ میں موجود بین میں گھستا جا رہا تھا۔ پھر میرا سارا جسم دھواں بن کر

اس بین میں سما گیا۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میں کسی انتہائی تنگ اور اندھی کال کوٹھڑی میں آ گئی ہوں۔ اسی لمحے مجھے اس بوڑھے سپیرے کی گرجدار آواز سنائی دی۔ وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ وہ اور اس کی بیٹی نیلم پری ناحق ہلاک کئے گئے ہیں۔ ان کے جرم ایسے نہیں تھے کہ انہیں موت کی سزا دی جاتی۔ چونکہ ان دونوں کی ہلاکت میری وجہ سے ہوئی ہے اس لئے وہ مجھ سے انتقام لینے آئے ہیں۔ بوڑھے سپیرے جن نے مجھے بین میں قید کر دیا تھا جس سے میں کبھی آزاد نہیں ہو سکتی تھی۔ اس نے وہ بین سمندر میں پھینک دی تھی۔ بین چونکہ لکڑی کی بنی ہوئی تھی اس لئے سمندر میں نہیں ڈوبی تھی۔

بوڑھے سپیرے نے کہا تھا کہ جب تک یہ بین کوئی آدم زاد نہیں بجائے گا اور یہ کہ بین بجانے والا آدم زاد احمق اور انتہائی معصوم نہیں ہو گا اس وقت تک میں اس بین کی ہی قیدی رہوں گی۔ معصوم آدم زاد جسے بین بجانی نہیں آتی ہو گی وہ بھی جب تک بین کے سوراخوں پر انگلیاں رکھے بغیر بین نہیں بجائے

گا میں بین سے باہر نہیں آؤں گی اور جس روز میں بین کی قید سے آزادی حاصل کروں گی مجھے اس بین سے آزاد کرنے والے آدم زاد کی ایک ماہ تک کنیز بن کر خدمت کرنی ہو گی اور اس کا ہر حکم بجا لانا ہو گا۔ بین سمندر میں بہتی رہی پھر ایک مچھیرے کے جال میں پھنس کر ایک آدم زاد کے ہاتھ آ گئی۔ لیکن اسے بین سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس نے بین اپنے گاؤں کے ایک سپیرے کو بیچ دی۔ سپیرا چونکہ خاص انداز میں بین بجاتا ہے اس لئے میں اس کے بین بجانے کی وجہ سے بین سے آزاد نہیں ہو سکتی تھی۔ بین میں چونکہ میں قید تھی اس لئے بین سے ٹھیک طرح کی دھن بھی نہیں بجتی تھی اس لئے اس سپیرے نے بین دوسرے سپیرے کو دے دی۔ اس طرح بین بے شمار آدم زادوں کے ہاتھوں میں گئی لیکن ان میں سے کسی کا انداز ایسا نہیں تھا کہ مجھے بین سے رہائی مل سکے۔ پھر یہ بین ایک نیک جوگی کو مل گئی۔ اس جوگی نے جب اس بین کو دیکھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس بین میں مجھے قید کیا گیا ہے۔ جوگی بے حد

نیک اور عبادت گزار آدم زاد تھا۔ اس نے بین کئی روز تک اپنے پاس رکھی۔ اس نے عبادت کی اور اپنے کسی بزرگ سے بات کر کے یہ معلوم کیا کہ یہ بین ایسے کس انسان کو دی جائے جو اسے بجائے اور مجھے بین سے رہائی مل سکے تو اس بزرگ نے بوڑھے جوگی کو تمہارے بارے میں بتا دیا۔ چنانچہ بوڑھا جوگی بین لے کر اس گاؤں میں آ گیا۔ چونکہ اس گاؤں میں تمہارے گاؤں والوں نے سپیروں اور جوگیوں کا داخلہ بند کر رکھا ہے اس لئے جوگی نے جنگل میں آنے والے تمہارے ایک دوست گونگلو کو یہ بین دے دی تاکہ یہ بین وہ تمہیں دے دے۔ جوگی نے گونگلو کو بتایا تھا کہ وہ تمہیں یہ بین دے کر کہے کہ تم یہ بین کبوتروں والے جنگل میں لے جاؤ اور وہاں جا کر بجاؤ تو تمہارے سامنے کئی خزانے کھل جائیں گے۔ اصل میں جوگی یہ چاہتا تھا کہ تم یہ بین خوشی سے اپنے پاس رکھ لو اور اسے اسی لالچ میں آ کر بجانا شروع کر دو کہ اس بین کے بجانے سے تمہیں خزانے مل جائیں گے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ تم نے بین بجانی

شروع کر دی۔ تم بین بجانا نہیں جانتے تھے۔ تم نے بین اپنے انداز میں بجائی تھی اور اتفاق سے تمہارا بین بجانے کا انداز وہی تھا جس کی بوڑھے سپیرے جن نے شرط رکھی تھی اس کے علاوہ تم قدرے احمق مگر انتہائی معصوم انسان بھی ہو اس لئے بوڑھے سپیرے جن کی ساری شرطیں پوری ہو گئیں۔ تم بین بجاتے گئے اور میں بین سے نکل کر باہر آ گئی“۔ عسکا پری نے شیخ چلی کو رکے بغیر اپنی پوری داستان سناتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تو یہ بین مجھے دھوکے سے دی گئی ہے۔ تاکہ میں اس بین سے تمہیں رہائی دلا سکوں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس بین کے بجانے سے مجھے کہیں سے کوئی خزانہ نہیں ملے گا“۔ شیخ چلی نے عسکا پری کی ساری باتیں سن کر غصیلے اور افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ اس بین کے بجانے سے تمہیں کوئی خزانہ نہیں ملے گا۔ یہ سب تو تم سے بین بجوانے کے لئے کہا گیا تھا“۔ عسکا پری نے مسکرا کر کہا۔

''یہ تو دھوکہ ہے سراسر دھوکہ''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''نہیں شیخ چلی۔ یہ دھوکہ نہیں ہے۔ تم نے لالچ اور انجانے میں ہی سہی لیکن مجھے اس بین کی قید سے رہائی دلا کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ تم نہیں جانتے میں اس بین میں پچھلے تین سو سالوں سے قید ہوں''۔ عسکا پری نے اداسی سے کہا تو شیخ چلی بری طرح سے اچھل پڑا۔

''تین سو سال۔ لیکن تم تو بے حد جوان اور خوبصورت ہو۔ اگر تم تین سو سال پرانی ہو تو تم اب تک بوڑھی کیوں نہیں ہوئی۔ تمہارے تو سارے بال سفید ہو جانے چاہئے تھے اور تمہارا جسم جھریوں سے بھر جانا چاہئے تھا اور تمہیں میری ماں سے بھی زیادہ بڈھی کھوسٹ ہونا چاہئے تھا''۔ شیخ چلی نے اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا تو عسکا پری بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تم اور تمہاری ماں آدم زاد ہیں شیخ چلی۔ میں جن زاد ہوں اور جنات کی عمریں بے حد طویل ہوتی ہیں۔ ہم ہزاروں سالوں تک اسی طرح جوان رہتی

ہیں''۔ عسکا پری نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ جو بھی ہے۔ میرے نزدیک تم تین سو سالہ بڑھیا ہی ہو''۔ شیخ چلی نے منہ بنا کر کہا تو عسکا پری ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''جو بھی ہوں۔ اب میں تمہاری کنیز ہوں شیخ چلی۔ پورے ایک ماہ کے لئے۔ تم جب بھی بین بجاؤ گے میں تمہاری خدمت کے لئے حاضر ہو جاؤں گی اور تمہارا بتایا ہوا ہر کام کروں گی''۔ عسکا پری نے کہا۔

''ہونہہ۔ میرا کیا کام کرو گی تم۔ تمہارے آنے کی وجہ سے تو میری اماں کا بوجھ اور زیادہ بڑھ جائے گا۔ وہ پہلے ہی بڑی مشکلوں سے میرے اور اپنے لئے دو وقت کا کماتی ہے۔ ہم تمہارے کھانے کے لئے کہاں سے لائیں گے اور تم نے جو لباس پہن رکھا ہے۔ یہ شہزادیوں والا لباس ہے۔ اگر تم نے ہم سے اپنے لئے نئے لباس کا مطالبہ کر دیا تو ہم اپنا گھر بیچ کر بھی تمہارے لئے اتنا قیمتی لباس نہیں لا سکیں گے''۔ شیخ چلی نے اسی طرح سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم بے فکر رہو شیخ چلی۔ میں تم پر اور تمہاری

بوڑھی ماں پر بوجھ نہیں بنوں گی۔ میں جن زادی ہوں۔ میں نہ انسانوں کی طرح کھاتی ہوں اور نہ انسانی ہاتھوں سے بنے ہوئے لباس پہنتی ہوں۔ اپنی ضروریات میں خود پوری کر لیا کروں گی بلکہ اگر تم مجھ سے ڈھنگ سے کام لو گے تو میں بہت جلد تمہاری اور تمہاری بوڑھی ماں کی حالت بدل دوں گی۔ تمہیں اس گھر سے نکال کر میں محلوں میں بھی پہنچا سکتی ہوں اور تمہیں کسی ملک کا بادشاہ بھی بنا سکتی ہوں''۔ عسکا پری نے کہا۔ شیخ چلی اس کی بات سن کر بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کیا کہا۔ تم مجھے کسی ملک کا بادشاہ بنا سکتی ہو''۔ شیخ چلی نے اچھلتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن یہ سارا کام میں اکیلے نہیں کر سکتی اس کے لئے تمہیں کچھ ایسے کام کرنے پڑیں گے جو تمہارے لئے ایسے راستے بناتے جائیں گے جن پر چل کر تم اپنی منزل پر پہنچ جاؤ''۔ عسکا پری نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں۔ تم کہنا کیا چاہتی ہو''۔ شیخ چلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے پاس طاقتیں تو ہیں لیکن میں ان طاقتوں سے تمہیں سیدھا سیدھا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی ہوں۔ مثال کے طور پر اگر تم کہو کہ میں تمہیں کوئی محل بنا دوں۔ تمہارے لئے کہیں سے کوئی خزانہ ڈھونڈ لاؤں یا تمہیں یہاں سے لے جا کر فوراً کسی ملک کے تخت پر بٹھا دوں۔ یہ سب میں نہیں کر سکتی ہوں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں ان جگہوں کے بارے میں بتا دوں جہاں سے تمہیں واقعی خزانے مل سکتے ہیں۔ تم وہاں جاؤ۔ تمہارے راستے میں آنے والی پریشانیاں میں دور کر سکتی ہوں اور تمہیں آنے والے خطرات سے بروقت مطلع بھی کر سکتی ہوں اور ضرورت پڑنے پر میں تمہاری جان بچا بھی سکتی ہوں''۔ عسکا پری نے کہا۔

''تو پھر جلدی بتاؤ۔ کہاں سے مل سکتا ہے مجھے خزانہ۔ مجھے کسی بڑے خزانے کے بارے میں بتاؤ جسے پا کر میں دنیا کا امیر ترین انسان بن جاؤں''۔ شیخ چلی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کے لئے مجھے جانا پڑے گا۔ تم تھوڑی دیر



انتظار کرو۔ میں ابھی پتہ لگا کر آتی ہوں کہ تمہیں بڑا خزانہ کہاں سے اور کیسے مل سکتا ہے''۔ عسکا پری نے کہا۔

''ہاں ہاں جاؤ۔ تھوڑی دیر کیا میں تمہارے لئے صدیوں تک انتظار کر سکتا ہوں۔ تم بس میرے لئے کسی بہت بڑے خزانے کا پتہ لگا لو۔ پھر میں وہاں جا کر خود ہی سارا خزانہ حاصل کر لوں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں جاتی ہوں''۔ پری نے کہا اور پھر اچانک اس نے اپنے خوبصورت پر پھیلائے اور پر مارتی ہوئی تیزی سے اوپر اٹھنے لگی۔

''ارے ارے۔ رکو۔ میری بات سنو''۔ شیخ چلی نے کہا تو عسکا پری اوپر اٹھتے اٹھتے رک گئی۔

''کیا ہوا''۔ عسکا پری نے پوچھا۔

''تم جہاں جا رہی ہو مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ ہم دونوں مل کر خزانے کا کھوج لگائیں گے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم ادھر ادھر جا کر بھٹک ہی نہ جاؤ۔ بھٹک گئی تو تم واپس میرے گھر کیسے آؤ گی''۔

شیخ چلی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عسکا پری شیخ چلی کے بھولے پن پر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''گھبراؤ نہیں شیخ چلی۔ میں تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔ میں جہاں بھی گئی وہاں سے لوٹ کر تمہارے پاس ہی آؤں گی۔ تمہارے پاس سنہری بین ہے۔ میں اب بھی اس بین کی قیدی ہوں۔ میں کہیں بھی چلی جاؤں تم مجھے بین بجا کر دوبارہ اپنے سامنے طلب کر سکتے ہو''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ چلو ٹھیک ہے۔ جاؤ۔ اگر تم راستہ بھٹک گئی تو میں تمہیں بین بجا کر واپس یہاں بلا لوں گا''۔ شیخ چلی نے کہا تو عسکا پری ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''میں شام سے پہلے خود ہی واپس لوٹ آؤں گی۔ شام تک تم بین نہ بجانا۔ ایسا نہ ہو کہ میں خزانے کی کھوج میں جاؤں اور تم ادھر بین بجانی شروع کر دو۔ ایسی صورت میں مجھے سب کام چھوڑ کر تمہارے پاس واپس آنا پڑے گا اور میں کسی خزانے کا پتہ نہیں لگا سکوں گی''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ میں شام تک بین نہیں بجاؤں گا۔ میں تمہارا رات تک انتظار کروں گا اگر تم رات کو نہ آئی تو پھر میں بین بجاؤں گا تاکہ تم بھٹک جاؤ تو بین کی آواز سن کر واپس یہاں آ سکو''۔ شیخ چلی نے اپنی بات دہراتے ہوئے کہا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ اگر میں رات تک نہ آئی تب تم بین بجا لینا لیکن اس سے پہلے نہیں''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عسکا پری نے پھر پر لہرائے اور پھر وہ پر مارتی ہوئی تیزی سے ہوا میں بلند ہوتی چلی گئی۔

شیخ چلی سر اٹھائے اسے پرندوں کی طرح اُڑتے ہوئے مسلسل دیکھ رہا تھا۔ عسکا پری اتنی بلندی پر چلی گئی کہ شیخ چلی کو اب پورا سر اٹھا کر اسے دیکھنا پڑ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کے سر سے پگڑی نیچے گر گئی تھی اور شیخ چلی کا سر دھوپ میں انڈے کے چھلکے کی طرح چمکنا شروع ہو گیا تھا لیکن شیخ چلی کو بھلا اس کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔

عسکا پری دیکھتے ہی دیکھتے آسمان کی وسعتوں میں



انتظار کرو۔ میں ابھی پتہ لگا کر آتی ہوں کہ تمہیں بڑا خزانہ کہاں سے اور کیسے مل سکتا ہے''۔ عسکا پری نے کہا۔

''ہاں ہاں جاؤ۔ تھوڑی دیر کیا میں تمہارے لئے صدیوں تک انتظار کر سکتا ہوں۔ تم بس میرے لئے کسی بہت بڑے خزانے کا پتہ لگا لو۔ پھر میں وہاں جا کر خود ہی سارا خزانہ حاصل کر لوں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں جاتی ہوں''۔ پری نے کہا اور پھر اچانک اس نے اپنے خوبصورت پر پھیلائے اور پر مارتی ہوئی تیزی سے اوپر اٹھنے لگی۔

''ارے ارے۔ رکو۔ میری بات سنو''۔ شیخ چلی نے کہا تو عسکا پری اوپر اٹھتے اٹھتے رک گئی۔

''کیا ہوا''۔ عسکا پری نے پوچھا۔

''تم جہاں جا رہی ہو مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ ہم دونوں مل کر خزانے کا کھوج لگائیں گے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم ادھر ادھر جا کر بھٹک ہی نہ جاؤ۔ بھٹک گئی تو تم واپس میرے گھر کیسے آؤ گی''۔

شیخ چلی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عسکا پری شیخ چلی کے بھولے پن پر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''گھبراؤ نہیں شیخ چلی۔ میں تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔ میں جہاں بھی گئی وہاں سے لوٹ کر تمہارے پاس ہی آؤں گی۔ تمہارے پاس سنہری بین ہے۔ میں اب بھی اس بین کی قیدی ہوں۔ میں کہیں بھی چلی جاؤں تم مجھے بین بجا کر دوبارہ اپنے سامنے طلب کر سکتے ہو''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ چلو ٹھیک ہے۔ جاؤ۔ اگر تم راستہ بھٹک گئی تو میں تمہیں بین بجا کر واپس یہاں بلا لوں گا''۔ شیخ چلی نے کہا تو عسکا پری ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''میں شام سے پہلے خود ہی واپس لوٹ آؤں گی۔ شام تک تم بین نہ بجانا۔ ایسا نہ ہو کہ میں خزانے کی کھوج میں جاؤں اور تم ادھر بین بجانی شروع کر دو۔ ایسی صورت میں مجھے سب کام چھوڑ کر تمہارے پاس واپس آنا پڑے گا اور میں کسی خزانے کا پتہ نہیں لگا سکوں گی''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ میں شام تک بین نہیں بجاؤں گا۔ میں تمہارا رات تک انتظار کروں گا اگر تم رات کو نہ آئی تو پھر میں بین بجاؤں گا تاکہ تم بھٹک جاؤ تو بین کی آواز سن کر واپس یہاں آ سکو''۔ شیخ چلی نے اپنی بات وہراتے ہوئے کہا۔

''چلو ٹھیک ہے۔ اگر میں رات تک نہ آئی تب تم بین بجا لینا لیکن اس سے پہلے نہیں''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عسکا پری نے پھر پر لہرائے اور پھر وہ پر مارتی ہوئی تیزی سے ہوا میں بلند ہوتی چلی گئی۔

شیخ چلی سر اٹھائے اسے پرندوں کی طرح اُڑتے ہوئے مسلسل دیکھ رہا تھا۔ عسکا پری اتنی بلندی پر چلی گئی کہ شیخ چلی کو اب پورا سر اٹھا کر اسے دیکھنا پڑ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کے سر سے پگڑی نیچے گر گئی تھی اور شیخ چلی کا سر دھوپ میں انڈے کے چھلکے کی طرح چمکنا شروع ہو گیا تھا لیکن شیخ چلی کو بھلا اس کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔

عسکا پری دیکھتے ہی دیکھتے آسمان کی وسعتوں میں

جا کر غائب ہو گئی۔

جب عسکا پری اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوئی تو شیخ چلی سنہری بین ہاتھ میں لئے چارپائی پر بیٹھ گیا اور بڑی بے صبری سے عسکا پری کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ اسے یقین تھا کہ عسکا پری جلد ہی اس کے لئے کسی بڑے خزانے کا پتہ لگا لے گی پھر شیخ چلی وہاں جا کر سارا خزانہ حاصل کر لے گا اور دنیا کا امیر ترین انسان بن جائے گا۔

جھونپڑی کے باہر بوڑھا پجاری اور مالگا موجود تھے۔ بوڑھے پجاری کے ہاتھ میں ایک بڑی سی صراحی تھی جبکہ مالگا کے پاس ایک پھاوڑا تھا جس سے اس نے بوڑھے پجاری کے کہنے کے مطابق زمین میں ایک گڑھا کھود دیا تھا۔ اب وہ دونوں اس گڑھے کے پاس کھڑے تھے۔

بوڑھا پجاری صراحی ہاتھوں میں لئے گڑھے کے کنارے ایک ٹانگ پر کھڑا تھا۔ اس نے ایک ٹانگ اٹھا کر اسے موڑ کر دوسری ٹانگ کے گھٹنے کے ساتھ جوڑ رکھی تھی۔

بوڑھے پجاری کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے ہونٹ تیزی سے ہل رہے تھے جبکہ مالگا پھاوڑا لئے

گڑے سے قدرے ہٹ کر کھڑا تھا۔ اس کی نظریں بوڑھے پجاری پر جمی ہوئی تھیں۔

بوڑھا پجاری کچھ دیر تک بت بنا اسی طرح سے کچھ پڑھتا رہا پھر اس نے اچانک آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ آنکھیں کھولنے کے باوجود اس کے ہونٹ ہلنا بند نہیں ہوئے تھے جیسے وہ اب بھی کچھ پڑھتا چلا جا رہا ہو۔ پڑھتے پڑھتے اس نے اچانک گڑھے میں زور سے پھونک ماری۔ جیسے ہی اس نے گڑھے میں پھونک ماری اچانک گڑھے میں ایک شعلہ سا لپکا اور گڑھا اچانک سیاہ ہو گیا۔ اب گڑھے سے دھواں سا نکل رہا تھا۔ اور اس کا نچلا حصہ سرخ ہو رہا تھا جیسے گڑھے کے نیچے آگ جل رہی ہو۔

بوڑھے پجاری نے صراحی آگے کی اور اس میں موجود خون اس گڑھے میں انڈیلنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ خون گڑھے میں گرا رہا تھا۔ گڑھے سے شائیں شائیں کی تیز آوازیں آنی شروع ہو گئی تھیں جو گڑھے کے گرم ہونے کی وجہ سے خون کے جلنے کی

وجہ سے پیدا ہو رہی تھیں۔ گرم گڑھے میں خون گرم ہوتا جا رہا تھا اور اس سے بھاپ سی نکلنا شروع ہو گئی تھی جس سے وہاں انسانی خون کی تیز بو پھیل گئی تھی۔ بوڑھے نے صراحی میں موجود سارا خون اس گڑھے میں انڈیل دیا۔ گڑھا خون سے بھر گیا تھا اور اس میں سے باقاعدہ بلبلے سے پھوٹ رہے تھے جیسے خون گرم ہو کر ابل رہا ہو۔

''متوکا ناگ۔ پاتال سے باہر آؤ۔ دیکھو میں نے تمہارے لئے پانچ انسانوں کے خون کا بندوبست کیا ہے اور میں نے یہ خون تمہارے لئے گرم بھی کر دیا ہے۔ آؤ۔ جلد آؤ پاتال سے اور گرم خون پی جاؤ''۔ بوڑھے نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آواز جنگل میں ہر طرف لہراتی چلی گئی۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک ایک زناٹے دار آواز آئی اور ایک سیاہ رنگ کا ناگ جو کئی فٹ لمبا تھا اُڑتا ہوا اچانک بوڑھے کے کچھ فاصلے پر آ گیا۔ یہ ناگ بے حد موٹا تھا اور اس ناگ کا پھن عام ناگوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ بڑا تھا۔

ناگ کی آنکھیں بھی بڑی اور سرخ تھیں اور اس کے منہ سے دو شاخہ لہرانے والی زبان بھی دوسرے ناگوں کے مقابلے میں کافی لمبی تھی۔

''میں آ گیا ہوں بوڑھے پجاری''۔ ناگ نے بوڑھے پجاری کے سامنے کنڈلی مار کر بیٹھتے ہوئے اور اپنا پھن اٹھا کر اس کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے انسانی آواز میں کہا۔ بوڑھے پجاری کی نظریں بھی اس پر جمی ہوئی تھیں۔

''آگے بڑھو متوکا ناگ۔ یہ گرم خون تمہارے لئے ہے۔ پی جاؤ اسے''۔ بوڑھے پجاری نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔ سیاہ رنگ کے ناگ کو دیکھ کر کچھ دور کھڑے مالگا کے چہرے پر بھی بے پناہ سکون اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''پہلے بتاؤ۔ تم مجھے یہ خون کیوں پلانا چاہتے ہو۔ اس بھینٹ کے بدلے میں تم مجھ سے کیا چاہتے ہو''۔ متوکا ناگ نے بدستور اس کی جانب دیکھتے ہوئے چیختی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''پہلے تم خون تو پی لو پھر بتا دوں گا''۔ بوڑھے

پجاری نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ جب تک تم مجھے بتاؤ گے نہیں کہ تم مجھ سے اس بھینٹ کے بدلے کیا کام لینا چاہتے ہو میں خون کو منہ نہیں لگاؤں گا۔ میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے بھینٹ قبول کر لی تو پھر مجھے تمہارا بتایا ہوا کام ہر صورت میں پورا کرنا ہو گا۔ ممکن ہے تم مجھے اس بھینٹ کے بدلے اپنا غلام بنانے کی کوشش کرو یا پھر مجھ سے کوئی ایسی چیز مانگ لو جو میں تمہیں نہ دے سکتا ہوں''۔ متوکا ناگ نے کہا۔

''نہیں متوکا ناگ۔ میں تمہیں اپنا غلام نہیں بناؤں گا اور نہ ہی مجھے تم سے کوئی ایسی چیز چاہئے جو تم سے تعلق رکھتی ہے۔ میں تم سے ایک بے حد سادہ سا کام لینا چاہتا ہوں۔ تمہیں بس میرے لئے ان جنگلوں میں کسی کو ڈھونڈنا ہے اور کچھ نہیں''۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔

''جنگلوں میں کسی کو ڈھونڈنا ہے۔ کیا مطلب۔ یہاں ایسا کون ہے جسے ڈھونڈنے کے لئے تم نے مجھے پاتال سے بلایا ہے''۔ متوکا ناگ نے حیران ہو

کر کہا۔

''وہ جو بھی ہے اس کا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور تمہارے لئے یہ بے حد معمولی کام ہو گا۔ تم بس میرے ساتھی مالگا کو اس تک لے جانا پھر اسے جو کرنا ہو گا یہ خود ہی کر لے گا''۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔ وہ شاید متوکا ناگ کو ناگ رانی کے بارے میں کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا۔ متوکا ناگ چند لمحے سرخ سرخ آنکھوں سے بوڑھے پجاری کو گھورتا رہا جیسے وہ اس کی آنکھوں سے یہ پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ بوڑھا پجاری اس کی مدد سے جنگل میں کسے تلاش کرانا چاہتا ہے لیکن بوڑھا پجاری بے حد چالاک تھا اس نے اپنے چہرے اور آنکھوں میں ایسا کوئی تاثر نہیں رکھا ہوا تھا جسے دیکھ کر متوکا ناگ کو پتہ چل سکتا ہو کہ وہ کیا چاہتا ہے۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہارا یہ کام کر دوں گا۔ لیکن جسے تم مجھ سے تلاش کرانا چاہتے ہو وہ اگر ان جنگلوں میں ہوا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی تلاش میں، میں ان جنگلوں سے باہر نہیں جاؤں گا اور نہ ہی میں تمہارے

ساتھی کو اسے پکڑنے کے لئے اس کی کوئی مدد کروں گا۔ میں صرف اسے یہ بتاؤں گا کہ تمہیں جس کی تلاش ہے وہ ان جنگلوں میں کہاں موجود ہے''۔ متوکا ناگ نے کہا۔

''ہاں بالکل ٹھیک ہے۔ ہم بھی بس اتنا ہی چاہتے ہیں''۔ بوڑھے پجاری نے جلدی سے کہا تو ناگ آگے بڑھا اور اس نے اپنا پھن ابلتے ہوئے خون کے گڑھے میں ڈال دیا اور وہ گڑھے میں موجود ابلتا ہوا خون پیتا چلا گیا۔ اسے خون پیتے دیکھ کر بوڑھے پجاری اور مالگا کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی تھی جیسے انہوں نے متوکا ناگ کو خون پلا کر اپنا تابع کر لیا ہو اور اب وہ اس سے کوئی بھی کام لے سکتے ہوں۔ متوکا ناگ نے چند ہی لمحوں میں سارا خون چٹ کر لیا۔ اس نے گڑھے میں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑا تھا۔

سارا خون پی کر وہ سیدھا ہوا اور ایک بار پھر بوڑھے پجاری کے سامنے پھن اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ جب متوکا ناگ نے گڑھے کا سارا خون پی لیا تو

بوڑھے پجاری نے اپنا اٹھایا ہوا دوسرا پیر زمین سے لگا دیا اب وہ دونوں پیروں پر کھڑا تھا۔

''ہاں اب بتاؤ۔ کون ہے وہ جسے تم میری مدد سے جنگلوں میں تلاش کرانا چاہتے ہو''۔ متوکا ناگ نے بوڑھے پجاری سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ناگ رانی''۔ بوڑھے پجاری نے کہا اور ناگ رانی کا سن کر متوکا ناگ زور سے اچھلا اور بوڑھے پجاری سے کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں یوں پھٹ پڑی تھیں جیسے بوڑھے پجاری نے ناگ رانی کی بجائے اس کی موت کا نام لے لیا ہو۔

''نن۔ نن۔ ناگ رانی۔ یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم نے مجھے یہاں ناگ رانی کو تلاش کرنے کے لئے بلایا ہے''۔ متوکا ناگ نے حیرت اور پریشانی سے چیختے ہوئے کہا۔

''ہاں متوکا ناگ۔ ناگ رانی مجھ سے بچنے کے لئے ان جنگلوں میں بھیس بدل کر چھپی ہوئی ہے۔ میں اسے ہر صورت میں پکڑنا چاہتا ہوں۔ لیکن وہ نجانے کس بھیس میں ہے کہ میرا ساتھی مالگا اس تک

نہیں پہنچ پا رہا ہے۔ تم نہ صرف اس جگہ پہنچ سکتے ہو جہاں ناگ رانی موجود ہے بلکہ تم مالگا کو یہ بھی بتا دو گے کہ ناگ رانی نے کون سا روپ دھار رکھا ہے۔ اس کے بعد مالگا خود ہی اسے پکڑ لے گا اور تمہارا کام ختم ہو جائے گا''۔ بوڑھے پجاری نے کہا

''لیکن تم ناگ رانی کو کیوں پکڑنا چاہتے ہو۔ ناگ رانی نے اگر مجھے دیکھ لیا تو اسے فوراً پتہ چل جائے گا کہ مالگا کو اس کے پاس پہنچانے میں میرا ہاتھ ہے۔ اگر وہ مالگا کی گرفت سے نکل گئی تو وہ میرے پیچھے پاتال میں بھی آ جائے گی اور مجھے فوراً ہلاک کر دے گی۔ ناگ رانی کی طاقتوں کے سامنے میری ایک بھی نہیں چل سکے گی''۔ متوکا ناگ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تم فکر نہ کرو متوکا۔ مالگا اسے بھاگنے کا کوئی موقع نہیں دے گا۔ یہ ہر صورت میں ناگ رانی کو پکڑ لے گا۔ پھر بھی تمہیں اگر اتنا ہی خوف ہے تو تم دور سے ہی ناگ رانی کو دیکھ کر مالگا کو اس کے بارے میں بتا دینا اور وہیں سے واپس پاتال میں

چلے جانا۔ جب تک ناگ رانی تمہیں اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیتی اس وقت تک اسے پتہ نہیں چلے گا کہ مالگا اس تک کیسے پہنچا ہے''۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔

''ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے مجھے ناگ رانی سے سو انسانی قدموں کے فاصلے تک رہنا پڑے گا۔ جب تک میں ناگ رانی سے سو انسانی قدموں کے فاصلے پر رہوں گا ناگ رانی کو میرے بارے میں علم نہیں ہو سکے گا۔ پھر تم جانو اور ناگ رانی جانے۔ میں وہیں سے واپس لوٹ جاؤں گا''۔ متوکا ناگ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ سو انسانی قدموں کے فاصلے سے ہی تم مالگا کو اس کا ٹھکانہ بتا دینا اور اسے یہ ضرور بتانا کہ ناگ رانی کس روپ میں ہے۔ وہ انسانی روپ میں ہے، کسی پرندے کے روپ میں یا پھر کسی جنگلی جانور کے روپ میں''۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔

''ہاں۔ یہ میں اسے بتا دوں گا''۔ متوکا ناگ نے کہا۔

''تو جاؤ۔ ابھی مالگا کے ساتھ چلے جاؤ اور اسے جلد سے جلد ناگ رانی تک پہنچا دو''۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ مالگا۔ میں تمہیں ناگ رانی تک پہنچا دیتا ہوں''۔ متوکا ناگ نے پہلے بوڑھے پجاری سے اور پھر مالگا سے مخاطب ہو کر کہا تو مالگا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یاد رکھنا مالگا۔ یہ تمہارے پاس آخری موقع ہے۔ ناگ رانی کو کسی بھی حال میں اب تمہارے ہاتھوں سے نکل کر نہیں جانا چاہئے''۔ بوڑھے پجاری نے مالگا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ بے فکر رہیں آقا۔ ایک بار میں ناگ رانی تک پہنچ جاؤں پھر وہ کسی بھی صورت میں میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکے گی''۔ مالگا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''تم اسے زندہ پکڑ کر میرے سامنے لاؤ گے۔ اسے اگر ہلاک کرنا ہو گا تو میں یہ کام اپنے ہاتھوں سے کروں گا''۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔

''جو حکم آقا۔ اور آقا ناگ رانی کے ساتھ اس کی جو کنیز گارسی ہے۔ اس کا کیا کرنا ہے۔ کیا مجھے اسے بھی زندہ ہی پکڑنا ہو گا۔ ناگ رانی کے ساتھ ساتھ میرے لئے گارسی بھی خطرے کا باعث بن سکتی ہے''۔ مالگا نے کہا۔

''اگر وہ ناگ رانی کے ساتھ پکڑی جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے سیاہ منتر سے ہلاک کر دینا۔ مجھے گارسی سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ مجھے صرف ناگ رانی چاہئے وہ بھی زندہ''۔ بوڑھے پجاری نے کہا تو مالگا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مالگا نے پھاوڑا ایک طرف رکھا اور متوکا ناگ کے پاس آ گیا۔ متوکا ناگ پلٹ کر ایک طرف رینگنا شروع ہوا تو مالگا اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ بوڑھا پجاری انہیں جنگل کی طرف جاتے دیکھتا رہا۔ جب وہ دونوں درختوں کے پیچھے غائب ہو گئے تو بوڑھا پجاری مڑا اور واپس اپنی جھونپڑی کی جانب چل پڑا۔

شام ہو رہی تھی۔ شیخ چلی بڑی بے چینی سے عسکا پری کا انتظار کر رہا تھا۔ عسکا پری ابھی تک واپس نہیں آئی تھی اور شیخ چلی کو پریشانی لگی ہوئی تھی کہ عسکا پری کہیں واپسی کا راستہ تو نہیں بھول گئی ہے۔ یا کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ بین سے آزاد ہونے کے بعد واپس پرستان چلی گئی ہو۔

شیخ چلی کا کئی بار دل چاہا تھا کہ وہ بین بجا کر دیکھے اور عسکا پری کو بلا کر پوچھے کہ وہ خزانے کی تلاش میں اتنی دیر کیوں لگا رہی ہے لیکن پھر اسے یاد آ جاتا تھا کے عسکا پری نے اس سے کہا تھا کہ اگر وہ رات تک واپس نہ آئے تب وہ بین بجائے اس سے پہلے نہیں۔ اب شام ہو ہی چکی تھی اور عسکا پری

کا کہیں کوئی پتہ نہیں تھا۔

شام کے وقت اس کی بوڑھی ماں بھی چوہدری نواز کے گھر کا کام ختم کر کے واپس آ جاتی تھی۔ شیخ چلی چاہتا تھا کہ عسکا پری اس کی ماں کے واپس آنے سے پہلے آ جائے ورنہ وہ اپنی ماں کی موجودگی میں اس سے بات بھی نہیں کر سکے گا۔ وہ دونوں ہاتھ پشت پر باندھے نہایت بے چینی کے عالم میں صحن میں ادھر اِدھر ٹہل رہا تھا اور انتہائی بے قراری سے بار بار بیرونی دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا کہ کہیں اس کی ماں واپس نہ آ جائے۔

''میں آ گئی ہوں شیخ چلی''۔ اچانک شیخ چلی کو عسکا پری کی آواز سنائی دی تو شیخ چلی بری طرح سے اچھل پڑا اس نے پلٹ کر دیکھا تو اس کی چارپائی کے پاس عسکا پری کھڑی تھی۔ عسکا پری کو دیکھ کر شیخ چلی کے چہرے پر خوشی کے تاثرات ابھر آئے وہ تیزی سے عسکا پری کی جانب بڑھا۔ ابھی وہ عسکا پری کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اسی لمحے باہر سے کسی نے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔ دروازے کے کھٹکنے

کی آواز سن کر شیخ چلی کے قدم وہیں رک گئے۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا تھا۔ جس انداز میں دروازہ کھٹکھٹایا گیا تھا شیخ چلی سمجھ گیا تھا کہ اس کی بوڑھی ماں چوہدری نواز کے گھر سے کام کر کے واپس آ گئی ہے۔

''اوہ۔ لگتا ہے تم اور اماں ایک ساتھ ہی آئی ہو۔ جلدی کرو تم کہیں چھپ جاؤ۔ اگر اماں نے تمہیں میرے ساتھ دیکھ لیا تو میرے ساتھ ساتھ تمہاری بھی شامت آ جائے گی''۔ شیخ چلی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھے چھپنے کی ضرورت نہیں ہے شیخ چلی۔ میں تمہاری کنیز ہوں۔ سوائے تمہارے میں نہ تو کسی اور کو دکھائی دے سکتی ہوں اور نہ ہی کوئی میری آواز سن سکتا ہے''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی حیرانی سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ اگر میری اماں اندر آ جائے اور وہ تمہارے سامنے بھی آ کر کھڑی ہو جائے تو وہ تمہیں نہیں دیکھ سکے گی''۔ شیخ

چلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم بے فکر رہو۔ وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی''۔ عسکا پری نے مسکرا کر کہا۔

''شیخ چلی۔ شیخ چلی۔ نامراد کہاں مر گئے ہو۔ دروازہ کیوں نہیں کھول رہے ہو تم''۔ اچانک باہر سے شیخ چلی کی بوڑھی ماں کی غصیلی آواز سنائی دی تو شیخ چلی بوکھلا کر تیز تیز چلتا ہوا دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ دروازے کے پاس جا کر وہ رکا اور اس نے پلٹ کر اس طرف دیکھا جہاں عسکا پری موجود تھی۔ پھر یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا کہ عسکا پری وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔ شیخ چلی نے بین اپنے لباس کے اندر چھپائی اور پھر اس نے دروازے کی کنڈی کھول کر دروازہ کھول دیا۔ باہر اس کی بوڑھی ماں کھڑی تھی جس کے ہاتھ میں ایک پوٹلی تھی۔

''کہاں مر گئے تھے تم۔ میں کب سے باہر کھڑی دروازہ پیٹ رہی تھی''۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''وہ اماں۔ میں وہ۔ وہ''۔ شیخ چلی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا وہ وہ کر رہے ہو۔ پیچھے ہٹو۔ تم میرے سامنے میرا راستہ روک کر کیوں کھڑے ہو گئے ہو۔ اندر آنے دو مجھے''۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے اسی طرح سے غصیلے لہجے میں کہا تو شیخ چلی فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے بوڑھی ماں کا بوجھ کم کرنے کے لئے اس کے ہاتھ سے پوٹلی لے لی اور اندر آ گیا۔ شیخ چلی نے پوٹلی صحن میں پڑی ہوئی اپنی چارپائی پر رکھ دی۔ اس کی بوڑھی ماں لاٹھی ٹیکتے ہوئے صحن میں آ کر دوسری چارپائی پر بیٹھ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر تھکاوٹ کے تاثرات تھے۔

''کیا بات ہے اماں۔ بڑی تھکی ہوئی لگ رہی ہو''۔ شیخ چلی نے اپنی ماں کے چہرے پر تھکاوٹ کے تاثرات دیکھ کر ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

''تمہیں اس سے کیا نانہجار۔ میں تھکوں یا مروں۔ دن بھر کام کر کر کے میرا حشر ہو جاتا ہے۔ اب تو میری بوڑھی ہڈیوں میں میرا بوجھ اٹھانے کی بھی طاقت

نہیں رہ گئی ہے لیکن اس عمر میں بھی مجھے تمہارا اور اپنا پیٹ بھرنے کے لئے لوگوں کے گھروں میں کام کرنے کے لئے جانا پڑتا ہے۔ اگر تم کسی کام کے ہوتے تو مجھے سکون ہوتا لیکن جہاں تم جیسی ناہنجار اور نکھٹو اولاد ہو وہاں مجھ جیسی بڑھیا کو آرام اور سکون کہاں نصیب ہوسکتا ہے''۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے کہا۔

''تم فکر نہ کرو اماں۔ بہت جلد ہمارے دن پھرنے والے ہیں۔ میں بہت جلد دنیا کا امیر ترین انسان بن جاؤں گا۔ میرے پاس بے شمار دولت ہو گی۔ جس سے میں شہر میں تمہارے لئے ایک بڑا سا بنگلہ بنواؤں گا۔ اس بنگلے میں تمہاری خدمت کے لئے میں کئی غلام اور کنیزیں رکھوا دوں گا جو دن رات تمہاری خدمت کریں گی اور پھر تمہیں کبھی دوسروں کے گھروں میں کام کرنے کے لئے جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ تم اپنی باقی ساری عمر چین اور سکون سے گزارنا اور پھر میری کسی اچھی اور خوبصورت لڑکی سے شادی کرا دینا۔ تمہاری بہو مجھ سے کہیں زیادہ تمہارا خیال

رکھے گی اور سارے گلے اور شکوے دور ہو جائیں گے''۔ شیخ چلی نے اپنی شیخی بگھارتے ہوئے کہا تو اس کی ماں اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

''تمہیں شیخیاں بگھارنے کے سوا کچھ اور بھی آتا ہے کیا۔ سوتے جاگتے تم امیر بننے یا پھر اپنی شادی کے ہی خواب دیکھتے رہتے ہو۔ اس سے اچھا ہے کہ تم کسی جگہ کوئی نوکری ہی ڈھونڈ لو۔ کچھ کما کر لاؤ گے تو مجھے بھی سکون مل جائے گا اور پھر میں تمہاری شادی بھی کر دوں گی''۔ شیخ چلی کی ماں نے کہا۔

''نہیں اماں۔ اب مجھے نوکری ڈھونڈنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم ان باتوں کو چھوڑو اور آرام کرو۔ میں تھوڑی دیر کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ جب میں واپس آؤں گا تو تم میرا رنگ ڈھنگ دیکھ کر حیران رہ جاؤ گی''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''شام ہو رہی ہے۔ اس وقت تم باہر کہاں جا رہے ہو''۔ شیخ چلی کی بوڑھی ماں نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''واپس آ کر بتاؤں گا اور ہاں مجھے آنے میں اگر

تھوڑی دیر ہو جائے تو فکر نہ کرنا۔ میں گھر واپس ضرور آؤں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔ اور پھر وہ دیوار کے پاس بندھے ہوئے اپنے گدھے مگو کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے مگو کی رسی کھولی اور اسے لے کر گھر سے باہر آ گیا۔ بوڑھی ماں کے آنے کی وجہ سے عسکا پری وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔ سنہری بین شیخ چلی کے پاس تھی وہ عسکا پری سے ملنے کے لئے بے چین ہو رہا تھا جو اس کے لئے کسی خزانے کا پتہ لگانے کے لئے گئی ہوئی تھی اور اب لوٹی تھی۔ شیخ چلی چونکہ اپنی بوڑھی ماں کے سامنے عسکا پری سے بات نہیں کر سکتا تھا۔ بین اس کے پاس تھی۔ اس لئے اس نے باہر جانے کا فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ نہر کے کنارے یا پھر جنگل میں جا کر بین بجا کر عسکا پری کو بلائے گا اور اس سے خزانے کے بارے میں پوچھے گا۔

جنگل میں پہنچ کر اس نے مگو کو وہیں چھوڑا اور عسکا پری کو بلانے کے لئے اپنے لباس کے اندر سے بین نکال لی۔ ابھی اس نے بین نکالی ہی تھی کہ اسی

لمحے عسکا پری اس کے سامنے نمودار ہو گئی۔

''ارے۔ یہ کیا۔ میں نے تو بین بجائی ہی نہیں پھر تم خود یہاں کیسے آ گئی''۔ شیخ چلی نے عسکا پری کو نمودار ہوتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''میں غیبی حالت میں تمہارے ساتھ ہی موجود تھی شیخ چلی۔ میں نے چونکہ ابھی تمہارا کام پورا نہیں کیا ہے اس لئے میں بھلا واپس بین میں کیسے جا سکتی تھی''۔ عسکا پری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ہاں۔ اب بتاؤ۔ کچھ معلوم ہوا ہے کسی خزانے کے بارے میں''۔ شیخ چلی نے اس کی جانب اشتیاق بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ مجھے ایک خزانے کا پتہ چلا ہے''۔ عسکا پری نے جواب دیا اور شیخ چلی کا چہرہ یکلخت پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا۔

''اوہ اوہ۔ بہت خوب۔ بہت خوب عسکا پری۔ بتاؤ کہاں ہے وہ خزانہ۔ میں ابھی جا کر وہ خزانہ حاصل کر لاتا ہوں۔ مجھ سے میری بوڑھی اماں بہت ناراض ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میں کام چور اور نکھٹو ہوں اور اس

کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اگر تم مجھے خزانے تک پہنچا دو تو میں اپنی اماں پر ثابت کر دوں گا کہ میں شیخ چلی ہوں اس کا امیر ترین بیٹا جس پر وہ جتنا بھی فخر کرے کم ہو گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''شیخ چلی۔ ایک خزانے کا مجھے پتہ تو چل گیا ہے اور وہ خزانہ بھی بے حد بڑا ہے لیکن''۔ عسکا پری کہتے کہتے رک گئی۔

''لیکن۔ لیکن کیا''۔ شیخ چلی نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہیں اس خزانے کو حاصل کرنے کے لئے ایک کام کرنا پڑے گا''۔ عسکا پری نے کہا۔

''کیسا کام''۔ شیخ چلی نے پوچھا۔

''خزانہ ایک جنگل میں دفن ہے۔ جس جگہ خزانہ دفن ہے وہاں ایک ناگ رانی موجود ہے۔ ناگ رانی نے ایک طاقتور پجاری سے بچنے کے لئے ایک انسان کا روپ دھارا ہوا ہے اور وہ انسانی روپ میں اپنی ایک کنیز کے ساتھ جنگل میں ہی ایک خیمے میں رہتی ہے۔ جس جگہ ناگ رانی کا خیمہ ہے۔ اس خیمے کے



نیچے وہ خزانہ موجود ہے جسے پا کر تم دنیا کے امی ترین انسان بن سکتے ہو۔ جب تک ناگ رانی او اس کی کنیز اپنی مرضی سے خیمے سے باہر نہیں آئیں گی اور وہ اپنا خیمہ نہیں اکھاڑیں گی تم اس خیمے کے نیچے گڑا ہوا خزانہ حاصل نہیں کر سکو گے''۔ عسکا پر نے کہا۔

''نن۔ نن۔ ناگ رانی''۔ شیخ چلی نے ہکلا کر کہا۔

''ہاں۔ وہ ناگوں کی رانی ہے۔ اس لئے س اسے ناگ رانی کہتے ہیں''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اگر وہ ناگ رانی ہے تو وہ انسانی روپ می جنگل میں کیا کر رہی ہے''۔ شیخ چلی نے حیران ہو پوچھا۔

''ناگ رانی کے پاس ایک منکا ہے۔ وہ اس م کی حفاظت کر رہی ہے۔ اسی جنگل میں ایک شیطا پجاری ہے جو ناگ رانی سے اس کا منکا حاصل ک چاہتا ہے۔ شیطان پجاری اس منکے کے ذریعے ایک اپنی زندگی طویل کرنا چاہتا ہے اور دوسرا اپنی جادو طاقتیں بڑھانا چاہتا ہے تاکہ وہ دنیا کا طاقتور تر

شیطان پجاری بن جائے۔ اس نے ناگ رانی کے شوہر ناگ راجہ کو ہلاک کر کے اس کا منکا حاصل کر لیا ہے اور اب وہ ناگ رانی کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ لیکن ناگ رانی اس سے بچ کر جنگل میں چھپ گئی ہے۔ وہ تین روز تک اس جنگل میں چھپی رہنا چاہتی ہے۔ تین روز تک اگر ناگ رانی بوڑھا پجاری کو نہ ملی تو بوڑھا پجاری خود بخود ہلاک ہو جائے گا۔ اس لئے بوڑھا پجاری چاہتا ہے کہ جلد سے جلد وہ ناگ رانی کو ڈھونڈ نکالے اور اسے ہلاک کر کے اس سے منکا حاصل کر لے۔ بوڑھے پجاری نے ناگ رانی کی تلاش میں اپنی شیطانی طاقتیں بھی لگا رکھی ہیں جو سارے جنگل میں اسے تلاش کرتی پھر رہی ہیں لیکن ناگ رانی جب تک انسانی روپ میں رہے گی اس وقت تک بوڑھے پجاری کی شیطانی طاقتیں اسے تلاش نہیں کر سکیں گی۔ ناگ رانی چونکہ بوڑھے پجاری اور اس کی شیطانی طاقتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے اس لئے وہ انسانی روپ میں ایک طلسمی خیمے میں چھپ گئی ہے تاکہ وہ اس وقت تک وہیں چھپی رہے جب تک کہ

بوڑھا پجاری ہلاک نہیں ہو جاتا''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ۔ تو مجھے ناگ رانی کے طلسمی خیمے کے نیچے چھپے ہوئے خزانے کے لئے ابھی تین دن تک انتظار کرنا پڑے گا۔ تین دن کے بعد جب بوڑھا پجاری ہلاک ہو جائے گا تو ناگ رانی واپس اپنی دنیا میں چلی جائے گی اور اپنا لگایا ہوا خیمہ بھی اکھاڑ لے گی''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''انتظار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا شیخ چلی۔ اگر ناگ رانی بوڑھا پجاری سے بچ بھی گئی اور واپس اپنی دنیا میں چلی گئی تب بھی تم خیمے کے نیچے گڑا ہوا خزانہ حاصل نہیں کر سکو گے''۔ عسکا پری نے کہا۔

''ارے۔ وہ کیوں''۔ شیخ چلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ناگ رانی کا خیمہ طلسمی ہے۔ اگر ناگ رانی بوڑھا پجاری کے ہاتھ لگ گئی تو وہ اسے ہلاک کر دے گا یا اگر ناگ رانی بچ گئی تو وہ واپس اپنی دنیا میں چلی جائے گی۔ دونوں صورتوں میں اس کا لگایا ہوا طلسمی خیمہ غائب ہو جائے گا۔ جیسے ہی خیمہ غائب

ہو گا اس کے ساتھ ہی خیمے کے نیچے گڑا ہوا خزانہ بھی غائب ہو جائے گا اور تمہارے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر اب میں کیا کروں۔ اگر خزانہ غائب ہو گیا تو میں کیا کروں گا۔ میں تو اس خزانے کو حاصل کر کے امیر انسان بننا چاہتا ہوں''۔ شیخ چلی نے پریشان ہو کر کہا۔

''اگر تم وہ خزانہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم ناگ رانی کی مدد کرو اور اس کی بوڑھا پجاری سے جان بچانے کی کوشش کرو۔ جب تم ناگ رانی کی بوڑھا پجاری سے جان بچاؤ گے تو ناگ رانی تم سے خوش ہو جائے گی اور وہ خود ہی تمہیں خیمے کے نیچے گڑا ہوا خزانہ نکال کر دے دے گی۔ طلسمی خیمے کے نیچے گڑا ہوا خزانہ تمہیں اب اسی صورت میں مل سکتا ہے جب ناگ شہزادی خود تمہیں اپنے خیمے میں گھسنے دے اور خیمے کے اندر سے تمہیں زمین کی کھدائی کرنے دے''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا ناگ رانی مجھے یہ سب آسانی سے

کرنے دے گی''۔ شیخ چلی نے پوچھا۔

''جب تم اس کی جان بوڑھا پجاری سے بچاؤ گے تو وہ انعام کے طور پر تمہیں خود ہی خزانہ حاصل کرنے کا موقع دے دے گی''۔ عسکا پری نے کہا۔

''لیکن میں بوڑھا پجاری سے اس کی جان کیسے بچاؤں گا۔ وہ جادوگر ہے اور میری اماں کہتی ہے کہ جادوگر بے حد خطرناک ہوتے ہیں۔ وہ انسانوں کو جانور اور پرندے بنا دیتے ہیں بلکہ کچھ جادوگر تو اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ وہ دوسرے انسان کو پھونک مار کر ہی جلا کر بھسم کر دیتے ہیں''۔ شیخ چلی نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''تمہیں ان باتوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے شیخ چلی۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میرے ہوتے ہوئے بوڑھا پجاری تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ اس معاملے میں تمہاری میں بھرپور مدد کروں گی''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا تم مجھے بوڑھا پجاری کے ہاتھوں طوطا یا مینڈک بننے سے بچا لو گی''۔ شیخ چلی نے پوچھا۔

''ہاں بالکل۔ وہ تمہیں چھو بھی نہیں سکے گا۔ بوڑھا پجاری سے ناگ رانی کو کیسے بچانا ہے اور بوڑھا پجاری کو کیسے ہلاک کرنا ہے یہ سب میں تمہیں بتاؤں گی۔ جب تم میری بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرو گے تو تم بوڑھا پجاری اور اس کی شیطانی طاقتوں کا بھی آسانی سے مقابلہ کر لو گے''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ اگر تم میرے ساتھ ہو تو مجھے واقعی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چلو۔ میں ابھی تمہارے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں۔ میں ابھی جا کر ناگ رانی سے بات کرتا ہوں اور اس بوڑھا پجاری کی ناک پکڑ کر اسے زمین پر گرا دوں گا اور اس کی کمر پر چھلانگیں لگا لگا کر اس کی ساری ہڈیاں توڑ دوں گا''۔ شیخ چلی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ایسا کرنے سے بوڑھا پجاری ہلاک نہیں ہو گا شیخ چلی۔ بوڑھا پجاری کو ہلاک کرنے کے لئے تمہیں بہت محنت کرنی ہو گی''۔ عسکا پری نے مسکرا کر کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ میں محنت کرنے سے نہیں

گھبراتا۔ یہ الگ بات ہے کہ میری محنت کبھی رنگ نہیں لاتی۔ لیکن پھر بھی میں امید کا دامن نہیں چھوڑتا۔ کبھی نہ کبھی تو میری محنت رنگ لائے گی اور پھر میں دنیا کا سب سے کامیاب انسان بن جاؤں گا''۔ شیخ چلی نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ناگ رانی کے پاس لے چلتی ہوں۔ پہلے تم اس سے چل کر بات کر لو پھر میں تمہیں بتاؤں گی کہ تمہیں کیا کرنا ہے اب اپنی آنکھیں بند کرو''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا کر آنکھیں بند کیں تو اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے تیز ہوا کے جھونکے ٹکرا رہے ہوں اور وہ آسمان پر اُڑا چلا جا رہا ہو۔ اسے اپنے پیروں تلے ٹھوس زمین کا بھی احساس ہو رہا تھا۔ تیز ہوا کی وجہ سے اس کی پگڑی بار بار اس کے سر سے پھسل رہی تھی لیکن شیخ چلی نے دونوں ہاتھوں سے پگڑی تھام لی تھی۔ کچھ ہی دیر میں تیز ہوا کا زور ختم ہو گیا اور شیخ چلی کو ہر طرف سے جنگلی پودوں کی بو محسوس ہونا شروع ہو گئی۔

''اب تم آنکھیں کھول سکتے ہو شیخ چلی''۔ اچانک شیخ چلی کو عسکا پری کی آواز سنائی دی اور شیخ چلی نے آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ خود کو گھنے اور بڑے جنگل میں پا کر حیران رہ گیا۔ اس کے چاروں طرف گھنے درخت ہی درخت دکھائی دے رہے تھے اور زمین جیسے جنگلی جھاڑیوں سے بھری ہوئی تھی۔ جنگل سے جانوروں کی تیز آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں جن میں شیروں کی گرج، بھیڑیوں کی غراہٹ بھری آوازوں کے ساتھ جنگلی ہاتھیوں کے چنگھاڑنے کی آوازیں بھی شامل تھیں۔ ان سب آوازوں کو سن کر شیخ چلی کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا تھا اور وہ خوف بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا جیسے تمام خطرناک جانور اس کے ارد گرد ہی کہیں موجود ہوں۔ عسکا پری بھی شیخ چلی کے قریب موجود تھی۔ شیخ چلی کو اس طرح خوفزدہ ہوتے دیکھ کر وہ شیخ چلی کے نزدیک آ گئی۔

''تم ڈرو نہیں شیخ چلی۔ اس جنگل کا کوئی جانور تمہارے نزدیک نہیں آئے گا۔ میں انہیں اپنی طاقتوں

سے تم سے دور رکھنے کی کوشش کروں گی''۔ عسکا پری نے کہا۔

''ٹھٹھ۔ ٹھٹھ۔ ٹھیک ہے۔ تم بس میرے ساتھ ساتھ رہنا۔ تمہیں دیکھ کر میرا حوصلہ بندھا رہے گا ورنہ اس خوفناک جنگل میں تو میرے اکیلے کی جان ہی نکل جائے گی''۔ شیخ چلی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''گھبراؤ نہیں۔ میں ہر وقت تمہارے پاس ہی رہوں گی۔ وہ دیکھو سامنے درختوں کی طرف''۔ عسکا پری نے انگلی سے درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو شیخ چلی مڑ کر اس طرف دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اسے درختوں میں سرخ رنگ کا ایک بڑا سا خیمہ دکھائی دیا۔

خیمے کا اگلا حصہ کھلا ہوا تھا جہاں شیخ چلی کو ایک بڑا سا بستر لگا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس خیمے میں بڑا سا پلنگ بچھا دیا گیا ہو اور اس پر خوبصورت بستر لگا دیا گیا ہو۔ خیمے میں لگا ہوا بستر بھی سرخ رنگ کا تھا جہاں ایک نہایت خوبصورت لڑکی جس نے ہلکے نیلے رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا

اداس سی صورت بنائے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس لڑکی کے سر پر نہایت خوبصورت تاج دکھائی دے رہا تھا۔ بستر کے عقب میں ایک اور لڑکی تھی جو لباس اور شکل و صورت سے کنیز دکھائی دے رہی تھی۔

کنیز کے ہاتھوں میں ایک ٹرے تھی جس پر شیشے کا ایک گلاس اور ایک چھوٹی سی صراحی رکھی ہوئی تھی۔ گلاس میں سرخ رنگ کا مشروب تھا۔ جیسے کنیز نے صراحی سے مشروب اس گلاس میں انڈیلا ہو۔

ابھی شیخ چلی خیمے اور خیمے میں موجود خوبصورت لڑکی اور اس کی کنیز کی جانب دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک عسکا پری بری طرح سے چیخ پڑی۔

''شیخ چلی بین بجاؤ جلدی''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی بری طرح سے اچھل پڑا۔

اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔
''ناگ رانی اس خیمے میں موجود ہے''۔ متوکا ناگ نے کہا تو مالگا بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت ابھر آئی۔
''ناگ رانی خیمے میں ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ خیمہ تو کسی انسان کا بنایا ہوا لگ رہا ہے''۔ مالگا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''تم سے اور بوڑھے پجاری سے بچنے کے لئے ناگ رانی نے انسانی روپ دھار رکھا ہے۔ وہ اس خیمے میں اپنی کنیز کے ساتھ موجود ہے''۔ متوکا ناگ نے کہا تو مالگا کی حیرت اور بڑھ گئی۔
''حیرت ہے۔ میں نے پہلے بھی یہ خیمہ دیکھا تھا۔ خیمے کا منہ آگے سے کھلا ہوا ہے لیکن مجھے تو اس خیمے میں کوئی دکھائی نہیں دیا تھا''۔ مالگا نے کہا۔
''یہ طلسمی خیمہ ہے۔ ناگ رانی اسی خیمے میں موجود ہے۔ طلسمی خیمہ ہونے کی وجہ سے وہ تمہیں دکھائی نہیں دی ہو گی''۔ متوکا ناگ نے کہا۔
''اوہ۔ اگر وہ اب بھی مجھے دکھائی نہ دی تو میں

اسے کیسے پکڑوں گا''۔ مالگا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
''اسے پکڑنے کے لئے ضروری ہے کہ تم کسی طرح اسے خیمے سے باہر آنے پر مجبور کرو۔ جب تک وہ اپنے طلسمی خیمے میں ہے اس وقت تک نہ تم اسے دیکھ سکتے ہو اور نہ ہی اسے پکڑ سکتے ہو''۔ متوکا ناگ نے کہا۔
''پھر تو بڑی مشکل ہو جائے گی۔ ہمارے پاس تین دن ہیں۔ ان تین دنوں میں اگر وہ خیمے سے باہر نہ آئی تو میں اسے کیسے پکڑوں گا''۔ مالگا نے کہا۔
''یہ سوچنا تمہارا کام ہے۔ بوڑھے پجاری نے مجھے تمہیں ناگ رانی تک پہنچانے کے لئے پاتال سے بلایا تھا اور میں نے تمہیں اس تک پہنچا دیا ہے۔ اب آگے کیا کرنا ہے یہ تم خود سوچو''۔ متوکا ناگ نے سخت لہجے میں کہا۔
''کیا تم اس سلسلے میں میری مدد نہیں کر سکتے''۔ مالگا نے مایوس سے لہجے میں پوچھا۔
''کیا مدد چاہتے ہو تم''۔ متوکا ناگ نے کہا۔

"تم بس کسی طرح سے ناگ رانی یا اس کی کنیز طلسمی خیمے سے باہر نکالنے میں میری مدد کر دو۔ اَ بار وہ خیمے سے باہر آ گئیں تو پھر میں انہیں آس سے پکڑ لوں گا"۔ مالگا نے کہا۔

"اگر میں تمہارا یہ کام کر دوں تو تم مجھے کیا گے"۔ متوکا ناگ نے پوچھا۔

"تم کیا چاہتے ہو"۔ مالگا نے پوچھا۔

"مجھے دس انسانوں کے خون کی بھینٹ چاہئے وعدہ کرو کہ تمہارا کام پورا ہو گیا تو تم مجھے د انسانوں کا خون پلاؤ گے تو میں تمہارے لئے ناگ رانی کو خیمے سے باہر لا سکتا ہوں"۔ متوکا ناگ کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ میں تمہیں کام ہ جانے کے بعد دس انسانوں کا خون پلاؤں گا"۔ مال نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خیمے کے پیچھے سے خیمے کے اندر جاتا ہوں اور ناگ رانی کو ڈرانے کی کوشش کر ہوں۔ وہ چونکہ انسانی روپ میں ہے اس لئے میرے

پھنکارنے کی وجہ سے ڈر کر خیمے سے باہر آ جائے گی۔ تم سامنے والے درختوں کے پاس گھات لگا کر بیٹھ جاؤ۔ جیسے ہی ناگ رانی خیمے سے نکلے تم اسے پکڑ لینا"۔ متوکا ناگ نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ میرے پاس طلسمی جال ہے۔ جیسے ہی ناگ رانی خیمے سے باہر آئے گی میں اس پر طلسمی جال پھینک دوں گا۔ طلسمی جال کی وجہ سے ناگ رانی نہ تو کوئی روپ بدل سکے گی اور نہ ہی وہ کہیں بھاگ سکے گی۔ اس طرح وہ آسانی سے میری گرفت میں آ جائے گی"۔ مالگا نے کہا۔

"تو آگے بڑھو اور خیمے کے پاس کسی اونچے درخت پر چڑھ جاؤ اور انتظار کرو"۔ متوکا ناگ نے کہا تو مالگا نے اثبات میں سر ہلایا اور جھکے جھکے انداز میں جھاڑیوں میں سے گزرتا ہوا سامنے موجود درختوں کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

اسے خیمے کی طرف جاتے دیکھ کر متوکا ناگ نے اپنا پھن سمیٹا اور تیزی سے جھاڑیوں میں رینگنے لگا۔ وہ جھاڑیوں کے درمیان سے چکر کاٹ کر تیزی سے

رینگتا ہوا سرخ خیمے کے پچھلے حصے میں آ گیا۔ خیمے کا پچھلا حصہ بند تھا لیکن خیمے کے نچلے حصے میں کافی جگہ تھی جہاں سے متوکا ناگ آسانی سے گزر کر خیمے کے اندر جا سکتا تھا۔

متوکا ناگ کچھ دیر وہاں رکا رہا۔ وہ سر اٹھائے خیمے کے دوسری طرف سے آنے والے ماگا کو دیکھ رہا تھا جو خیمے کے پاس ایک بڑے درخت پر چڑھتا چلا جا رہا تھا۔ جب ماگا درخت پر چڑھ گیا تو متوکا ناگ نے ایک بار پھر خیمے کی جانب رینگنا شروع کر دیا۔ ابھی وہ خیمے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک اسے بین کی مخصوص دھن سنائی دی۔

بین کی دھن سنتے ہی متوکا ناگ ٹھٹک گیا۔ اس نے ایک بار پھر سر اٹھایا اور اپنی گول گول اور سرخ سرخ آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے وہ یہ دیکھنا چاہ رہا ہو کہ جنگل میں کون بین بجا رہا ہے۔

’’میں بین بجاؤں۔ لیکن کیوں۔ بین بجانے سے تو میرے سامنے تم ظاہر ہوتی ہو اور تم اس وقت میرے سامنے ہی تو ہو پھر میں بین کیوں بجاؤں‘‘۔ شیخ چلی نے حیران ہو کر پوچھا۔

’’جلدی کرو شیخ چلی۔ بین بجاؤ۔ مجھے یہاں پاتال کے ناگ کی بو آ رہی ہے۔ وہ یہاں ناگ رانی کو نقصان پہنچانے کے لئے آ رہا ہے۔ پاتال کا ناگ اس طلسمی خیمے میں گھس سکتا ہے۔ اگر وہ خیمے میں چلا گیا تو وہ ناگ رانی کو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔ تم بین بجا کر پاتال کے ناگ کو سرخ خیمے میں جانے سے روک سکتے ہو۔ جلدی کرو‘‘۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی نے فوراً بین منہ سے لگا لی اور منہ پھلا کر

بین میں زور زور سے پھونکیں مارنے لگا۔ اس بار جیسے ہی اس نے بین میں پھونکیں مارنی شروع کیں بین سے ایسی دھن نکلنے لگی جیسے عام طور پر سپیرے سانپوں کو پکڑنے کے لئے دھنیں بجاتے ہیں۔ بین سے مخصوص دھن بجتے دیکھ کر شیخ چلی بھی حیران ہو رہا تھا۔ اس نے اور زیادہ تیزی سے بین میں پھونکیں مارنی شروع کر دیں۔

”بین بجاتے ہوئے خیمے کی جانب بڑھو“۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی بین بجاتے ہوئے خیمے کی جانب بڑھنے لگا۔ بین بجاتا ہوا وہ خیمے کے سامنے آ گیا جہاں ناگ رانی سرخ بستر پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے پیچھے کنیز ہاتھوں میں ٹرے لئے کھڑی تھی۔

بین کی آواز سن کر وہ دونوں بھی چونک پڑی تھیں اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر شیخ چلی کی جانب دیکھ رہی تھیں۔

عسکا پری شیخ چلی کے ساتھ ہی تھی لیکن وہ خیمے کے سامنے آتے ہی غائب ہو گئی تھی اور غیبی حالت میں شیخ چلی کے ساتھ ساتھ چل رہی تھی تاکہ اسے

سرخ خیمے میں موجود ناگ رانی اور اس کی کنیز نہ دیکھ سکیں۔ ناگ رانی اور کنیز کو دیکھ کر شیخ چلی نے ایک لمحے کے لئے بین ہونٹوں سے ہٹا لی اور غور سے ناگ رانی اور اس کی کنیز کی جانب دیکھنے لگا۔

”اوہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے شیخ چلی۔ تم نے بین بجانی کیوں بند کر دی ہے۔ بین نہ بجنے کی وجہ سے پاتال کے ناگ کو سرخ خیمے میں گھسنے کا موقع مل گیا ہے۔ جلدی کرو پھر بجاؤ بین۔ اب ہمیں پاتال کے ناگ کو خیمے سے باہر لانا ہو گا ورنہ بہت مشکل ہو جائے گی“۔ عسکا پری کی تیز آواز سنائی دی تو شیخ چلی نے ایک بار پھر بین منہ سے لگا کر اس میں پھونکیں مارنی شروع کر دیں۔

ابھی شیخ چلی کو بین بجاتے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اچانک اس کی نظریں خیمے میں بیٹھی ہوئی ناگ رانی کے بستر پر پڑیں جہاں سے ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا ناگ پھن اٹھائے آ رہا تھا۔ ناگ دیکھ کر شیخ چلی کی پیشانی پر پسینہ آ گیا۔ اس نے اور زیادہ زور زور سے بین بجانی شروع کر دی۔



سیاہ رنگ کا ناگ سرخ بستر پر رینگتا ہوا ناگ ر
کے بائیں پہلو کے قریب سے ہوتا ہوا خیمے سے با
نکلنا شروع ہو گیا۔ وہ بے حد غصے میں دکھائی د۔
رہا تھا۔ اس کی پھنکار نے کی تیز آوازیں سن کر خ
میں موجود ناگ رانی اور اس کی کنیز جیسے ساکت
ہو کر رہ گئی تھیں۔

سیاہ ناگ زور زور سے پھنکاریں مارتا ہوا شیخ چ
کے سامنے آ گیا اور پھر اس نے اچانک اپنا بڑا
پھن اٹھایا اور منہ سے لمبی اور سرخ زبان نکال کر ا
زور سے پھنکار ماری کہ شیخ چلی اچھل کر پیچھے ہٹ
گیا۔ اس طرح اچھل کر پیچھے ہٹنے کی وجہ سے ا
کے ہاتھوں سے بین نکل گئی اور اس کے پیروں
پاس گر گئی۔

سیاہ ناگ نے شیخ چلی کے ہاتھوں سے بین نکلا
دیکھی تو اس نے ایک اور پھنکار ماری اچھل کر ش
چلی پر حملہ آور ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ شیخ چلی
ڈستا اچانک وہاں عسکا پری نمودار ہوئی۔ عسکا پر
کے ہاتھ میں ایک تلوار تھی۔ نمودار ہوتے ہی اس کا

تلوار والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے سیاہ ناگ کی گردن کٹ کر دور جا گری۔ جیسے ہی سیاہ ناگ کی گردن کٹی اس کٹی ہوئی گردن سے خون کا فوارا سا اچھل پڑا اور ساتھ ہی اس کا جسم چُرمُر سا ہوتا چلا گیا۔

سیاہ ناگ کی گردن کٹتے ہی خیمے میں بیٹھی ہوئی ناگ رانی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''متوکا ناگ۔ یہ تو پاتال کا سیاہ متوکا ناگ ہے۔ یہ یہاں کہاں سے آ گیا اور تم دونوں کون ہو''۔ ناگ رانی نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مردہ متوکا ناگ، شیخ چلی اور عسکا پری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ شیخ چلی ہے ناگ رانی اور میں اس کی کنیز ہوں۔ میرا نام عسکا پری ہے۔ ہم دونوں یہاں آپ کی مدد کرنے کے لئے آئے ہیں۔ شیخ چلی کو علم ہو گیا تھا کہ پاتال کا سیاہ متوکا ناگ آپ کو نقصان پہنچانے کے لئے یہاں پہنچ گیا ہے اور وہ آپ کے طلسمی خیمے میں بھی گھس گیا تھا۔ اسی لئے شیخ چلی نے بین بجا کر اسے خیمے سے باہر آنے پر مجبور کر دیا

تھا۔ میں غیبی حالت میں شیخ چلی کے ساتھ تھی۔ جیسے ہی متوکا ناگ شیخ چلی کی بین کی دھن پر باہر آیا میں اس کے سامنے ظاہر ہو گئی اور میں نے تلوار مار کر اس کی گردن اُڑا دی''۔ عسکا پری نے ناگ رانی کی جانب دیکھ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ تو تم دونوں جانتے ہو کہ میں ناگ رانی ہوں''۔ ناگ رانی نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں ناگ رانی۔ مجھے تمہارے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم سرخ رنگ کے اس طلسمی خیمے میں کیوں چھپی ہوئی ہو''۔ شیخ چلی نے دانت نکالتے ہوئے اور اکڑ کر کہا۔

''لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ طلسمی خیمے میں ہونے کی وجہ سے میں تمہیں کیسے دکھائی دے سکتی ہوں۔ میں نے تو خیمے کو خاص طور اس انداز میں بنایا تھا کہ اس میں مجھے دنیا کی کوئی آنکھ نہ دیکھ سکے''۔ ناگ رانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دنیا کی آنکھیں چاہے آپ کو خیمے میں نہ دیکھ سکتی ہوں ناگ رانی۔ مگر میں شیخ چلی ہوں۔ شیخ چلی

کی نظروں سے کچھ بھی نہیں چھپ سکتا۔ مجھے آپ بھی دکھائی دے رہی ہیں اور آپ کے پیچھے کھڑی آپ کی کنیز بھی دکھائی دے رہی ہے جس کے ہاتھوں میں ٹرے ہے اور ٹرے پر سرخ مشروب سے بھرا ہوا ایک گلاس اور ایک چھوٹی صراحی بھی موجود ہے''۔ شیخ چلی نے کہا تو ناگ رانی چونک کر اپنی کنیز کی جانب دیکھنے لگی جو واقعی ٹرے ہاتھ میں لئے جیسے بت بنی کھڑی تھی۔

''مجھے پتہ کرنا پڑے گا کہ تم دونوں کون ہو اور تم مجھے اور میری کنیز کو کیسے دیکھ رہے ہو''۔ ناگ رانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی خیمے سے باہر آ گئی۔ ابھی ناگ رانی خیمے سے باہر نکلی ہی تھی کہ اچانک اس پر ایک جال آ گرا۔ جال بے حد پتلا تھا۔ ناگ رانی اس جال میں بری طرح سے پھنس گئی تھی۔

ناگ رانی کو اس طرح جال میں پھنستے دیکھ کر نہ صرف خیمے میں موجود اس کی کنیز بلکہ شیخ چلی اور عسکا پری بھی چونک پڑی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ

سمجھتے اچانک جال ناگ رانی سمیت وہاں سے غائب ہو گیا۔ ناگ رانی کو اس طرح جال سمیت غائب ہوتے دیکھ کر شیخ چلی، عسکا پری اور کنیز آنکھیں پھاڑے رہ گئے۔ اسی لمحے ماحول تیز اور بھیانک قہقہوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ شیخ چلی اور عسکا پری نے سر اٹھا کر دیکھا تو خیمے کے پاس ایک درخت پر انہیں سیاہ لباس میں ملبوس ایک جوگی دکھائی دیا وہ درخت کی ڈال پر بیٹھا زور زور سے قہقہے لگا رہا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ کون ہے اور ناگ رانی کہاں غائب ہو گئی ہے''۔ شیخ چلی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''یہ بوڑھا پجاری کا غلام ہے۔ یہ درخت پر چھپا ہوا تھا۔ یہ شاید سرخ خیمے سے ناگ رانی کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ ناگ رانی جیسے ہی خیمے سے باہر نکلی اس نے ناگ رانی پر طلسمی جال پھینک دیا جس میں ناگ رانی قید ہو گئی اور جال اسے لے کر غائب ہو گیا۔ مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں نے یہاں صرف پاتال کے سیاہ ناگ کی موجودگی کا احساس کیا

تھا۔ مجھے دیکھ لینا چاہئے تھا کہ کیا پاتال کا ناگ یہاں اکیلا آیا ہے یا اس کے ساتھ کوئی اور بھی موجود ہے اور ہمیں اس طرح ناگ رانی کو خیمے سے باہر نہیں آنے دینا چاہئے تھا''۔ عسکا پری نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن کہاں۔ طلسمی جال ناگ رانی کو کہاں لے گیا ہے''۔ شیخ چلی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''پتہ لگانا پڑے گا۔ تم یہیں رکو میں ابھی پتہ کر کے آتی ہوں کہ ناگ رانی کہاں گئی ہے''۔ عسکا پری نے کہا۔ اسی لمحے درخت پر چڑھے ہوئے جوگی نے چھلانگ لگائی اور وہ نیچے آ گیا۔ اسے نیچے آتے دیکھ کر شیخ چلی ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔ لیکن جوگی نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔ درخت سے چھلانگ لگاتے ہی جوگی تیزی سے خیمے کی دوسرے طرف بھاگنے لگا۔ بھاگتے بھاگتے اس نے اپنے کاندھے پر لٹکے ہوئے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر سرخ رنگ کی ایک چھوٹی سی گیند نکالی اور اسے خیمے کی جانب اچھال دیا۔ گیند خیمے سے ٹکرا کر پھٹی اور دوسرے لمحے



اچانک خیمے کو آگ لگ گئی۔

''اوہ۔ اس نے خیمے کو آگ لگا دی ہے۔ کنیز جلدی کرو۔ خیمے سے باہر آ جاؤ ورنہ تم خیمے کے ساتھ جل کر بھسم ہو جاؤ گی''۔ شیخ چلی نے چیختے ہوئے کہا تو خیمے میں موجود کنیز نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹرے ایک طرف پھینکی اور بستر پر چڑھ کر چھلانگ لگاتی ہوئی خیمے سے باہر آ گئی۔ وہ بے حد خوفزدہ دکھائی دے رہی تھی۔ جوگی خیمے کو آگ لگا کر وہاں سے فوراً بھاگ گیا تھا۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ ناگ رانی پر کس نے جال پھینکا تھا اور ناگ رانی کہاں غائب ہو گئی ہے''۔ کنیز نے تھرتھر کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم گھبراؤ نہیں۔ ناگ رانی جہاں بھی گئی ہے وہ ابھی زندہ سلامت ہے۔ میں اور میرا آقا شیخ چلی جلد ہی اسے ڈھونڈ نکالیں گے''۔ عسکا پری نے کنیز کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔

''وہ انسان کون تھا اور اس نے خیمے کو آگ کیوں لگائی ہے''۔ کنیز نے جلتے ہوئے خیمے کی جانب سہمی

ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''وہ اسی بوڑھے پجاری کا غلام تھا جو ناگ رانی کو پکڑ کر اس سے اس کا منکا حاصل کرنا چاہتا ہے''۔ عسکا پری نے جواب دیا۔

''بوڑھا پجاری۔ تت۔ تت۔ تمہارا مطلب ہے وہی بوڑھا پجاری جس نے ناگ راجہ کو ہلاک کیا تھا''۔ کنیز نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ سب بوڑھے پجاری کا ہی کیا دھرا ہے۔ ہم دونوں یہاں ناگ رانی کی مدد کے لئے آئے تھے لیکن افسوس کہ ہمارے آنے کے باوجود بوڑھا پجاری ناگ رانی کو اپنے قبضے میں کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اس نے یہاں پاتال کے سیاہ ناگ کے ساتھ اپنے ایک غلام جوگی کو بھی بھیج دیا تھا۔ مجھے پاتال ناگ کی موجودگی کا تو پتہ چل گیا تھا اسی لئے میں نے اسے ہلاک کر دیا تھا لیکن مجھے غلام جوگی کی یہاں موجودگی کا علم نہیں ہو سکا تھا۔ وہ درخت پر چھپا ناگ رانی کا خیمے سے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کے پاس طلسمی جال تھا۔ ناگ رانی جیسے ہی

خیمے سے باہر نکلی غلام جوگی نے اس پر طلسمی جا
پھینک دیا جو ناگ رانی کو لے کر فوراً غائب ہو
ہے''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ تو ناگ رانی بھی بوڑھے پجاری کی
میں چلی گئی ہے۔ اب کیا ہو گا۔ جس طرح
بوڑھے پجاری نے ناگ راجہ کو ہلاک کیا تھا اسی طر
سے وہ ناگ رانی کو بھی ہلاک کر دے گا''۔ کنیز
انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

''نہیں۔ وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔ میں اور میرا آ
شیخ چلی، بوڑھے پجاری کو ناگ رانی کو نقصان پہنچا
کا کوئی موقع نہیں دیں گے۔ ہم جلد ہی انہیں ڈھ
لیں گے۔ میرا آقا بوڑھے پجاری کو ہلاک کر دے
اور ہم اس کی قید سے ناگ رانی کو آزاد کرا لا
گے''۔ عسکا پری نے کنیز کو دلاسہ دیتے ہوئے کہ
شیخ چلی خاموشی سے ہونقوں کی طرح ان دونوں
باتیں سن رہا تھا۔ عسکا پری نے اسے پہلے ہی سار
تفصیل بتا دی تھی لیکن وہ چونکہ موٹے دماغ کا ما
تھا اس لئے اب بھی اسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا

کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

''اب میں کیا کروں۔ بوڑھے پجاری کے غلام نے سرخ خیمہ بھی جلا دیا ہے۔ میں اس خیمے کے بغیر کہاں رہوں گی۔ میں یہاں زیادہ سے زیادہ رات ہونے تک انسانی شکل میں رہ سکتی ہوں۔ جیسے ہی رات ہو گی میں ناگن بن جاؤں گی اور ناگن بننے کی وجہ سے مجھے فوراً زمین میں موجود واپس اپنی دنیا میں جانا ہو گا ورنہ اس جنگل کے جانور میرا شکار کر لیں گے۔ میں زہریلی ناگن نہیں ہوں کہ میں کسی کو کاٹ کر اپنا تحفظ کر سکوں''۔ کنیز نے اسی طرح سے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''کیا تمہیں ناگ رانی نے ناگن سے انسانی شکل میں تبدیل کیا تھا''۔ عسکا پری نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں ابھی نوے سال کی ہوں۔ ناگوں اور ناگنوں کو روپ بدلنے کی طاقتیں سو سال زندہ رہنے کے بعد ملتی ہیں۔ اس لئے میں اپنی مرضی سے کوئی بھی روپ نہیں بدل سکتی ہوں''۔ کنیز نے کہا۔

''تو پھر تم ایسا کرو کہ ابھی ان درختوں میں کہیں

چھپ جاؤ۔ رات کو جب تم ناگن بنو گی تو تم زمین میں موجود اپنی دنیا میں واپس چلی جانا۔ ناگ رانی بھی جلد ہی تمہارے پاس واپس آ جائے گی‘‘۔ عسکا پری نے کہا۔

’’نہیں نہیں۔ میں ناگ رانی کو اس طرح اکیلی چھوڑ کر واپس نہیں جا سکتی ہوں۔ اگر میں ناگ دنیا میں اکیلی واپس گئی تو ناگ دنیا کے ناگ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے مجھے ناگ رانی کی حفاظت اور اس کی خدمت کے لئے ہی اس کے ساتھ بھیجا تھا‘‘۔ کنیز نے کہا۔

’’تم انہیں ساری حقیقت سے آگاہ کر دو گی تو وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے اور میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میں اور میرا آقا تمہاری ناگ رانی کو کچھ نہیں ہونے دیں گے وہ بہت جلد واپس اپنی دنیا میں پہنچ جائے گی‘‘۔ عسکا پری نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ اگر تم کہتی ہو تو میں واپس چلی جاتی ہوں‘‘۔ کنیز نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

’’جنگل کے جانوروں سے بچنے کے لئے تم کسی

درخت پر چڑھ جاؤ‘‘۔ عسکا پری نے کہا تو کنیز نے اثبات میں سر ہلایا اور اسی درخت کی طرف بڑھنے لگی جس پر سے غلام جوگی نے ناگ رانی پر جال پھینکا تھا۔ کنیز نے درخت کے پاس پہنچ کر ایک بار پھر عسکا پری اور شیخ چلی کی جانب حسرت بھری نظروں سے دیکھا۔

’’جاؤ۔ جاؤ۔ درخت کے اوپر چڑھ جاؤ‘‘۔ عسکا پری نے کہا تو کنیز سر ہلا کر تیزی سے درخت پر چڑھتی چلی گئی۔

’’شیخ چلی۔ آؤ اب ہم ناگ رانی اور بوڑھا پجاری کو ڈھونڈتے ہیں‘‘۔ عسکا پری نے شیخ چلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’نجانے وہ اب کہاں ہو گی۔ ہم اتنے بڑے اور گھنے جنگل میں ناگ رانی کو کہاں ڈھونڈیں گے‘‘۔ شیخ چلی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

’’تم میرے ساتھ آؤ۔ میں خود ہی اسے ڈھونڈ لوں گی‘‘۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ناگ رانی کا سرخ خیمہ جل گیا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم پہلے خیمے کی راکھ ہٹا کر زمین کھودیں اور زمین میں دبا ہوا خزانہ نکال لیں۔ اس کے بعد ہم اطمینان سے ناگ رانی کو ڈھونڈتے رہیں گے''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''خزانہ اب یہاں نہیں ہے شیخ چلی''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی اچھل پڑا۔

''کک۔ کک۔ کیا کہا۔ خزانہ یہاں نہیں ہے۔ مگر تم نے تو کہا تھا کہ خزانہ اس خیمے کے نیچے زمین میں دبا ہوا ہے''۔ شیخ چلی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں نے کہا تھا اور میں نے تمہیں یہ بھی بتایا تھا کہ جب تک خیمہ صحیح سلامت موجود ہے اور ناگ رانی تمہیں اس خیمے میں خود اندر آنے کی اجازت نہیں دے گی تم زمین کھود کر زمین کے نیچے دفن شدہ خزانہ حاصل نہیں کر سکو گے۔ اب ناگ رانی بھی غائب ہو گئی ہے اور اس کا طلسمی خیمہ بھی جل گیا ہے جس کی وجہ سے زمین میں دفن خزانہ غائب

ہو گیا ہے''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات ابھر آئے۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب وہ خزانہ مجھے نہیں ملے گا۔ نہ میں امیر بنوں گا نہ میرا کوئی محل ہو گا اور نہ ہی میری کسی خوبصورت لڑکی سے شادی ہو سکے گی''۔ شیخ چلی نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

''سب کچھ ہو گا شیخ چلی۔ تم مایوس مت ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ یہ خزانہ نہیں تو کوئی دوسرا خزانہ صحیح لیکن اس وقت خزانے سے زیادہ ضروری ناگ رانی کو بوڑھے پجاری سے بچانا ہے۔ اگر بوڑھے پجاری نے ناگ رانی کو ہلاک کر کے اس کا منکا حاصل کر لیا تو وہ شیطانوں کا شیطان بن جائے گا جس سے دنیا کا کوئی جاندار محفوظ نہیں رہے گا''۔ عسکا پری نے کہا۔

''تو کیا تم چاہتی ہو کہ ناگ رانی کو بچانے کے لئے میں بوڑھے پجاری کا مقابلہ کروں''۔ شیخ چلی نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے ورنہ بوڑھا پجاری

ہلاک نہیں ہو گا''۔ عسکا پری نے کہا۔

''لیکن میں اس کا مقابلہ کروں گا کیسے۔ وہ ب
بے حد طاقتور جادوگر معلوم ہوتا ہے۔ تم نے د
نہیں اس نے کس طرح سے اپنے ایک جوگی غلام
مدد سے ناگ رانی کو ایک جال میں پکڑ کر غائب
دیا ہے۔ اگر اسی طرح اس نے مجھے بھی کہیں غائ
کر دیا تو''۔ شیخ چلی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں بوڑھا پجا
تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں اس کا ہر
اسی پر الٹ دوں گی''۔ عسکا پری نے کہا۔

''مجھے بے حد ڈر لگ رہا ہے۔ ایسا کرو کہ تم مج
واپس میرے گھر پہنچا دو۔ میری اماں میرا انتظار
رہی ہو گی۔ اگر رات ہو گئی تو وہ مجھ سے سخ
ناراض ہو گی اور پھر وہ کپڑے دھونے والے ڈنڈ
یا پھر جھاڑو سے مار مار کر میرا بھرکس نکال د
گی''۔ شیخ چلی نے کہا تو عسکا پری بے اختیار ہن
پڑی۔

''تمہاری اماں کو کچھ پتہ نہیں چلے گا کہ تم کہا

ہو اور دیر سے کیوں آئے ہو۔ جب تک تم گھر جاؤ گے تو تمہاری اماں سو چکی ہو گی۔ اب وہ صبح کو ہی جاگے گی اور صبح ہونے تک تم واپس اپنے گھر بھی پہنچ جاؤ گے''۔ عسکا پری نے کہا۔

''تو کیا ساری رات مجھے ان خوفناک جنگلوں میں ہی رہنا پڑے گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''ہاں۔ ناگ رانی کو بچانے کے لئے ہمارا ان جنگلوں میں رہنا بے حد ضروری ہے۔ بوڑھا پجاری، ناگ رانی کو صبح سورج نکلتے وقت ہلاک کرے گا۔ اگر ہم راتوں رات اس تک پہنچ گئے تو ہم اس سے ناگ رانی کو بچا سکتے ہیں ورنہ نہیں''۔ عسکا پری نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''اگر میں ناگ رانی کی مدد نہ کروں تو کیا ہو گا''۔ شیخ چلی نے پوچھا۔

''اگر تم نے ناگ رانی کی مدد نہ کی تو تمہارے لئے بہت مشکل ہو جائے گی شیخ چلی۔ ناگ رانی تمہاری وجہ سے طلسمی سرخ خیمے سے باہر آئی تھی۔ خیمے سے باہر آنے کی وجہ سے اسے غلام جوگی نے

پکڑا تھا۔ اگر وہ خیمے میں ہی رہتی تو غلام جوگی اسے کبھی نہیں پکڑ سکتا تھا۔ تمہیں ناگ رانی کے ساتھ اس کی کنیز نے بھی دیکھ لیا ہے اور کنیز بھی ناگن ہے۔ وہ رات ہوتے ہی ناگن بن کر واپس ناگوں کی دنیا میں چلی جائے گی اور وہاں جا کر ناگوں کو تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دے گی۔ اگر بوڑھے پجاری نے ناگ رانی کو ہلاک کر دیا تو ناگوں کی دنیا کے ناگ تمہارے دشمن بن جائیں گے اور پھر تم چاہے دنیا کے کسی بھی کونے میں جا کر کیوں نہ چھپ جاؤ وہ تمہیں ڈھونڈ نکالیں گے اور تمہیں ہلاک کر دیں گے''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی کے چہرے پر موت کی سی زردی پھیل گئی۔

''مم مم۔ مگر کیوں۔ ناگ رانی کو بوڑھا پجاری ہلاک کرے گا تو اس کا بدلہ ناگ مجھ سے کیوں لیں گے''۔ شیخ چلی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ ناگ رانی تمہاری وجہ سے طلسمی خیمے سے باہر آئی تھی۔ کنیز کی آنکھوں میں تمہاری تصویر موجود ہے۔ وہ یہ تصویر ناگوں کی دنیا

کے تمام ناگوں کو دکھا دے گی اور ناگ دنیا کے تمام ناگ تمہاری تلاش میں زمین سے باہر آ جائیں گے اور پھر وہی ہو گا جو میں تمہیں بتا چکی ہوں''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی کے جسم میں لرزش آ گئی۔

''اس کا مطلب ہے کہ مجھے اپنی جان بچانے کے لئے بوڑھے پجاری کو ہلاک کر کے اس سے ناگ رانی کو بچانا ہی پڑے گا ورنہ ناگ رانی کے ساتھ ساتھ میں بھی ہلاک ہو جاؤں گا''۔ شیخ چلی نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں یہی سب تم سے کہہ رہی ہوں''۔ عسکا پری نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''بوڑھا پجاری کو ہلاک کرنے اور اس کی قید سے ناگ رانی کو نکالنے کے لئے تم میری مدد کرو گی نا''۔ شیخ چلی نے اس کی جانب امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں''۔ عسکا پری نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو شیخ چلی کے چہرے پر قدرے ڈھارس آ گئی۔ وہ عسکا پری کا ایک کارنامہ

دیکھ چکا تھا۔ جس نے اچانک پاتال کے سیاہ ناگ کے سامنے آ کر اسے ہلاک کر دیا تھا۔ اگر عسکا پری وہاں نہ آتی تو پاتال کا سیاہ ناگ شیخ چلی کو کاٹ لیتا اور شیخ چلی اس خطرناک ناگ کے زہر سے ہلاک ہو گیا ہوتا۔ اس لئے شیخ چلی کو یقین تھا کہ جس طرح سے عسکا پری نے اس کی پاتال کے سیاہ ناگ سے جان بچائی تھی اسی طرح وہ بوڑھے پجاری سے بھی اسے محفوظ رکھے گی اور اسے ہلاک کرنے میں بھی شیخ چلی کا ساتھ دے گی۔

''ٹھیک ہے۔ میں بوڑھے پجاری کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں''۔ شیخ چلی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا جیسے اس نے بوڑھے پجاری سے مقابلہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہو۔ اس کا جواب سن کر عسکا پری کے چہرے پر سکون آ گیا۔

''تم کچھ دیر میرا یہاں انتظار کرو میں پتہ لگا کر آتی ہوں کہ بوڑھا پجاری کہاں ہے اور اس نے ناگ رانی کو کہاں قید کر رکھا ہے۔ تم گھبرانا نہیں۔

میں تمہارے گرد ایک حصار باندھ دیتی ہوں۔ جب تک تم اس حصار میں رہو گے تمہارے پاس ایک معمولی چیونٹی بھی نہیں آ سکے گی''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عسکا پری کے ہاتھ میں اب بھی وہی تلوار تھی جس سے اس نے متوکا ناگ کو ہلاک کیا تھا۔ اس نے تلوار کی نوک زمین پر رکھی اور شیخ چلی کے گرد ایک دائرہ بنانا شروع کر دیا۔

''لو شیخ چلی۔ اب تم اس جنگل کی تمام آفتوں سے محفوظ ہو چکے ہو۔ بس اس بات کا خیال رکھنا کہ جب تک میں واپس نہ آؤں تم اس دائرے سے باہر نہ نکلنا''۔ عسکا پری نے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ میں دائرے سے باہر نہیں نکلوں گا لیکن تم جلدی واپس آ جانا۔ مجھے اس جنگل میں بہت ڈر لگ رہا ہے''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''ہاں۔ میں جلد واپس آ جاؤں گی''۔ عسکا پری نے کہا۔ اسی لمحے اچانک ایک جھماکا سا ہوا اور عسکا پری وہاں سے غائب ہو گئی۔ عسکا پری کو غائب

ہوتے دیکھ کر شیخ چلی خوف بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ جنگل میں اسے ہر طرف سے خوفناک درندوں اور جانوروں کی ملی جلی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

ناگ رانی کی کنیز جس درخت پر چڑھی تھی وہ درخت بے حد گھنا تھا جس میں کنیز اس انداز میں چھپ گئی تھی کہ شیخ چلی کو اب وہ کہیں دکھائی ہی نہیں دے رہی تھی۔ شیخ چلی عسکا پری کے بنائے ہوئے حصار میں کھڑا خوف بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک شیخ چلی کو اپنے عقب سے ایک شیر کی تیز اور خوفناک دہاڑ سنائی دی۔ شیر کے دہاڑنے کی آواز سن کر شیخ چلی بری طرح سے اچھل پڑا۔ وہ تیزی سے مڑا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں دوسری طرف موجود جھاڑیوں پر پڑیں اس کے جسم میں کپکپی سی طاری ہو گئی۔ جھاڑیوں سے ایک انتہائی لحیم شحیم شیر چھلانگیں مارتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔

بوڑھا پجاری اپنی جھونپڑی میں بیٹھا جاپ کر رہا تھا کہ اچانک اسے تیز آواز سنائی دی۔ آواز ایسی تھی جیسے کوئی بھیڑیا غرایا ہو۔ غراہٹ کی آواز سن کر بوڑھا پجاری چونک پڑا۔

''کون ہے باہر''۔ بوڑھے پجاری نے جھونپڑی کے دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔

''میں ہوں آقا آپ کا غلام مالگا''۔ باہر سے مالگا کی آواز سنائی دی۔

''اندر آ جاؤ''۔ مالگا کی آواز سن کر بوڑھے پجاری نے اسی انداز میں کہا تو اسی لمحے مالگا تیز تیز چلتا ہوا

جھونپڑی میں آ گیا۔ مالگا کا چہرہ فرطِ مسرت سے کھلا ہوا تھا۔

''ناگ رانی کا پتہ چلا''۔ بوڑھے پجاری نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں آقا۔ نہ صرف ناگ رانی کا پتہ چل گیا ہے بلکہ میں نے اسے اپنے قابو میں بھی کر لیا ہے۔ وہ میرے طلسمی جال میں قید باہر پڑی ہوئی ہے''۔ مالگا نے کہا اور اس کا جواب سن کر بوڑھا پجاری بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی مسرت انگیز تاثرات پھیل گئے۔

''اوہ اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی تم ناگ رانی کو پکڑنے میں کامیاب ہو گئے ہو''۔ بوڑھے پجاری نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ہاں آقا۔ ناگ رانی اب ہمارے قبضے میں ہے''۔ مالگا نے جواب دیا۔

''کہاں ہے وہ۔ چلو دکھاؤ مجھے''۔ بوڑھے پجاری نے کہا اور وہ دونوں جھونپڑی سے باہر نکل آئے۔

باہر آتے ہی بوڑھے پجاری کی نظریں سامنے پڑے ہوئے ایک جال پر پڑیں جس میں نیلے لباس میں ملبوس ایک نہایت حسین لڑکی بری طرح سے مچل رہی تھی۔ اس لڑکی پر نظریں پڑتے ہی بوڑھے پجاری کا چہرہ کھل اٹھا۔

''ناگ رانی۔ ہاں۔ یہ ناگ رانی ہی ہے۔ بہت خوب مالگا۔ بہت خوب۔ تم نے ناگ رانی کو پکڑ کر بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ میں تم سے بے حد خوش ہوں۔ بے حد خوش''۔ بوڑھے پجاری نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا جال میں قید ناگ رانی کے پاس آ گیا۔ ناگ رانی کا چہرہ غصے اور پریشانی سے بگڑا ہوا تھا اور وہ خود کو جال سے آزاد کرانے کے لئے بری طرح سے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی لیکن طلسمی جال ہونے کی وجہ سے وہ اس جال سے نہ نکل سکتی تھی اور نہ ہی اپنا کوئی روپ بدل سکتی تھی۔

بوڑھے پجاری کو اپنی طرف آتے دیکھ کر ناگ رانی نے جال سے نکلنے کی جستجو چھوڑ دی اور اس کی جانب غصیلی اور نفرت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

''تو یہ تمہارا غلام تھا جس نے مجھے طلسمی جال میں قید کیا ہے''۔ ناگ رانی نے بوڑھے پجاری کو نزدیک آتے دیکھ کر بری طرح سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''ہاں ناگ رانی۔ اسے میں نے ہی تمہیں پکڑنے کے لئے بھیجا تھا۔ تم مجھ سے بچنے کے لئے سارے جنگلوں میں چھپتی پھر رہی تھی لیکن دیکھ لو میں نے آخر تمہیں ڈھونڈ ہی لیا ہے اور اب تم میری قید میں ہو''۔ بوڑھے پجاری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو وہ تم ہی تھے جس نے میرے طلسمی خیمے میں پاتال کے سیاہ ناگ کو بھیجا تھا اور وہ آدم زاد اور پری وہ بھی تمہارے ساتھی تھے جن کی وجہ سے میں طلسمی خیمے سے نکلنے کے لئے مجبور ہو گئی تھی''۔ ناگ رانی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''متوکا ناگ کو تو میں نے ہی تمہارے پاس بھیجا تھا کیونکہ ایک وہی ناگ ہے جو تمہارا بدلا ہوا ہر روپ پہچان سکتا ہے اور تم تک پہنچ سکتا ہے لیکن تم کس آدم زاد اور پری کی بات کر رہی ہو یہ میں نہیں جانتا۔ آدم زاد میرا یہ غلام مالگا ہے اور کوئی نہیں''۔

بوڑھے پجاری نے کہا۔ آدم زاد اور پری کا سن کر اس کے چہرے پر حیرت ابھر آئی تھی۔

''اگر وہ دونوں تمہارے ساتھی نہیں تھے تو کون تھے''۔ ناگ رانی نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا۔ کیوں مالگا کیا تم نے بھی اس آدم زاد اور پری کو دیکھا تھا''۔ بوڑھے پجاری نے مالگا کی طرف مڑ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو مالگا نے اثبات میں سر ہلا کر اسے شیخ چلی اور عسکا پری کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

''اوہ اوہ۔ کون ہے وہ آدم زاد اور پری۔ اور تم نے مجھے ان کے بارے بتایا کیوں نہیں۔ پری نے متوکا ناگ کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ یہ تو بہت غلط ہو گیا ہے۔ اب اگر متوکا ناگ کی نسلوں کو علم ہو گا کہ متوکا ناگ میرے کہنے پر پاتال سے آیا تھا اور میری وجہ سے ہلاک ہو گیا ہے تو وہ سب میرے دشمن بن جائیں گے اور مجھے ہلاک کرنے کے لئے پاتال سے باہر آ جائیں گے''۔ بوڑھے پجاری نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں آقا۔ متوکا ناگ کی نسل کے جو ناگ زمین سے باہر آئیں گے میں انہیں خود ہی سنبھال لوں گا وہ میرے ہوتے ہوئے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے''۔ مالگا نے کہا۔

''ہونہہ۔ مگر وہ آدم زاد اور پری ہیں کون اور وہ میرے بارے میں اور ناگ رانی کے بارے میں اتنا سب کچھ کیسے جانتے ہیں''۔ بوڑھے پجاری نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''یہ میں نہیں جانتا آقا۔ اگر آپ حکم دیں تو میں ان دونوں کو پکڑ کر یہاں لے آؤں''۔ مالگا نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ اور وہ جہاں بھی ہوں انہیں پکڑ کر فوراً یہاں لے آؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے بارے میں کسی کو علم ہو کہ میں کون ہوں اور ان جنگلوں میں کیا کر رہا ہوں۔ اگر وہ آسانی سے پکڑے جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ انہیں ہلاک کر دینا''۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔

''جو حکم آقا۔ میں کوشش کروں گا کہ وہ دونوں زندہ پکڑے جا سکیں ورنہ میں ان دونوں کو وہیں جلا

کر بھسم کر دوں گا''۔ مالگا نے کہا اور پھر وہ مڑا اور تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔

''وہ دونوں تو اب مالگا کے ہاتھوں سے نہیں بچ سکیں گے ناگ رانی۔ اب تم بتاؤ۔ تم کیا چاہتی ہو''۔ مالگا کے جانے کے بعد بوڑھے پجاری نے ناگ رانی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''تمہاری موت''۔ ناگ رانی نے غرا کر کہا تو بوڑھا پجاری بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''میری موت کا خواب دیکھنا چھوڑ دو ناگ رانی۔ جب تمہارا ناگ راجہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکا تو بھلا تم میرا کیا بگاڑ لو گی اور تم اس وقت طلسمی جال میں قید ہو جس میں نہ تو تم کوئی روپ بدل سکتی ہو اور نہ ہی کسی طرح سے اس جال سے آزاد ہو سکتی ہو''۔ بوڑھے پجاری نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تم چاہتے کیا ہو''۔ ناگ رانی نے اسے زہریلی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''تمہارا منکا''۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔

''میرا منکا میرے پاس نہیں ہے''۔ ناگ رانی نے

کہا۔

''جھوٹ مت بولو ناگ رانی۔ میں شیطان کا پجاری ہوں۔ میری طاقتیں مجھے صاف صاف بتا رہی ہیں کہ منکا تمہارے منہ میں ہی موجود ہے۔ تم ناگن کا روپ بدلو اور منہ سے منکا نکال کر میرے حوالے کر دو۔ اگر تم میری بات مان جاؤ گی اور منکا مجھے دے دو گی تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا ورنہ وہ منکا میں تمہیں ہلاک کر کے بھی حاصل کر سکتا ہوں''۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔

''نہیں۔ میں منکا تمہیں نہیں دوں گی۔ اگر میں نے تمہیں منکا دے دیا تو تم دنیا کے سب سے بڑے شیطان بن جاؤ گے اور پوری دنیا کو اپنا غلام بنانے کی کوشش کرو گے۔ میں مر جاؤں گی مگر منکا تمہیں نہیں دوں گی''۔ ناگ رانی نے کہا۔

''تو مر جاؤ۔ میں نے تم سے کہا تو ہے کہ تم مر جاؤ گی تو میرے لئے تم سے منکا لینا اور زیادہ آسان ہو جائے گا''۔ بوڑھے پجاری نے کہا۔ ناگ رانی کے چہرے پر اب واقعی شدید پریشانی کے تاثرات نمودار

ہو گئے تھے جیسے اس کے پاس واقعی بوڑھے پجاری سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو۔

''سوچ لو۔ اچھی طرح سے سوچ لو ناگ رانی۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔ تمہارے پاس سوچنے کے لئے ابھی ساری رات باقی ہے۔ ابھی مجھے ایک جاپ کرنا ہے جو ساری رات جاری رہے گا۔ جب صبح سورج طلوع ہونا شروع ہو گا تو میں پھر تمہارے پاس آؤں گا۔ اگر تم نے مجھے خود ہی منکا دے دیا تو تمہاری جان بچ جائے گی ورنہ......'' بوڑھے پجاری نے کہا اور اس نے جان بوجھ کر اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''ہونہہ۔ دیکھا جائے گا''۔ ناگ رانی نے غرا کر کہا۔

''دیکھ لینا۔ فی الحال میں جھونپڑی میں اپنا جاپ پورا کرنے جا رہا ہوں۔ اب میں دن کے وقت ہی جھونپڑی سے باہر آؤں گا۔ اس وقت تک اگر تم خود کو اس جال سے چھڑانے کی کوشش کر سکتی ہو تو کر لو''۔ بوڑھے پجاری نے اس کی جانب طنزیہ نظروں

سے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ ناگ رانی کا جواب سنے بغیر مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا اپنی جھونپڑی کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

بوڑھے پجاری کے چہرے پر اب بے پناہ اطمینان دکھائی دے رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جب تک ناگ رانی طلسمی جال میں قید ہے وہ اس جال سے کسی بھی طرح سے آزاد نہیں ہو سکتی۔

بوڑھے پجاری کو جھونپڑی میں جاتے دیکھ کر ناگ رانی نے ایک بار پھر جال سے آزاد ہونے کی کوششیں کرنا شروع کر دیں لیکن اس کی تمام کوششیں بے کار جا رہی تھیں۔ وہ واقعی نہ تو جال میں اپنا کوئی روپ بدل پا رہی تھی اور نہ ہی جال توڑ سکتی تھی۔

شیر کو دیکھ کر شیخ چلی کی گھگھی بندھ گئی تھی۔ شیر چھلانگیں مارتا ہوا اسی کی طرف آ رہا تھا۔

''بچاؤ بچاؤ۔ عسکا پری کہاں ہو تم۔ شیر مجھے کھانے کے لئے آ رہا ہے۔ بچاؤ بچاؤ''۔ شیخ چلی نے حلق کے بل چیخنا شروع کر دیا۔ شیر چند ہی لمحوں میں دوڑتا ہوا اس کے نزدیک آ گیا اور پھر شیر جیسے ہی شیخ چلی کے گرد بنے ہوئے حصار کے نزدیک آیا اسے ایک جھٹکا سا لگا اور وہ وہیں رک گیا۔

شیر بھوکا معلوم ہو رہا تھا وہ شیخ چلی کی طرف دیکھتے ہوئے خوفناک انداز میں دھاڑ رہا تھا اور اچھل اچھل کر شیخ چلی کو پنجے مارنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کے پنجے شیخ چلی تک پہنچ ہی نہیں رہے تھے



یوں لگ رہا تھا جیسے شیخ چلی شیشے کے کسی ستون میں موجود ہو جس کی وجہ سے شیخ چلی کو اس کے پنجے لگ ہی نہیں رہے تھے۔

''مجھے معاف کر دو شیر بادشاہ۔ میں جانتا ہوں تم ان جنگلوں کے بادشاہ ہو۔ میں یہاں اپنی مرضی سے نہیں آیا ہوں۔ مجھے یہاں عسکا پری لائی ہے۔ مجھے چھوڑ دو۔ میری ابھی شادی بھی نہیں ہوئی ہے۔ اگر تم نے مجھے ہلاک کر کے کھا لیا تو میری ہونے والی بیوی بیوہ اور میرے ہونے والے بچے یتیم ہو جائیں گے''۔ شیخ چلی نے شیر کی طرف دیکھ کر باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن شیر بھلا اس کی بات کہاں سمجھ سکتا تھا وہ دھاڑتا ہوا اور غراتا ہوا بار بار اس پر جھپٹ رہا تھا لیکن حصار کی وجہ سے وہ شیخ چلی تک پہنچ ہی نہیں پا رہا تھا۔ پھر شیر نے شیخ چلی کے گرد چکر کاٹنے شروع کر دیئے۔ شیر جیسے جیسے گھوم رہا تھا شیخ چلی اس کے ساتھ ساتھ گھوم رہا تھا۔ شیر کو اپنے گرد چکراتے دیکھ کر شیخ چلی کے جسم کے تمام مساموں سے ٹھنڈا پسینہ پھوٹ نکلا تھا اور

وہ مسلسل شیر کے سامنے ہاتھ جوڑے اس سے معافیاں مانگ رہا تھا۔ اسی لمحے اچانک ایک جھماکا ہوا اور شیر شیخ چلی کے سامنے سے غائب ہو گیا۔

شیر کو اس طرح غائب ہوتے دیکھ کر شیخ چلی حیران رہ گیا۔

''ارے۔ یہ شیر بادشاہ کہاں چلا گیا۔ کیا یہ بھی جادو کا شیر تھا''۔ شیخ چلی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''نہیں شیخ چلی۔ شیر جادو کا نہیں تھا۔ یہ اصلی شیر تھا۔ اگر تم میرے بنائے ہوئے حصار میں نہ ہوتے تو یہ شیر تمہیں چیر پھاڑ کر کھا جاتا۔ اب میں نے اسے یہاں سے غائب کر کے دور جنگل میں پھینک دیا ہے''۔ عسکا پری کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے وہ شیخ چلی کے سامنے نمودار ہو گئی۔

''اوہ۔ اچھا کیا ہے جو تم نے اسے غائب کر دیا ہے ورنہ اس شیر کو دیکھ کر تو میری جان ہی نکلی جا رہی تھی''۔ شیخ چلی نے عسکا پری کو نمودار ہوتے دیکھ کر اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میں نے بوڑھے پجاری کا پتہ لگا لیا ہے شیخ چلی۔ وہ انہی جنگلوں میں موجود ہے۔ اس کے غلام جوگی نے ناگ رانی کو طلسمی جال میں قید کر کے بوڑھے پجاری کی جھونپڑی کے سامنے پہنچا دیا ہے۔ ناگ رانی اب بھی طلسمی جال میں قید ہے۔ تم میرے ساتھ چلو اور ناگ رانی کو جال سے آزاد کرا دو اس کے بعد ہم بوڑھے پجاری کو بھی ہلاک کر دیں گے''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ۔ چلو چلو۔ ابھی چلو۔ میں ناگ رانی کو جلد سے جلد بوڑھے پجاری سے آزاد کرا کے واپس اپنے گھر جانا چاہتا ہوں۔ شیر سے زیادہ مجھے اماں کی جوتیوں کا ڈر ہے جو اگر مجھ پر برسنا شروع ہوئیں تو میرا سر گنجا اور پلپلا سا ہو جائے گا''۔ شیخ چلی نے کہا تو عسکا پری مسکرا دی۔

''آؤ میرے ساتھ''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی سر ہلا کر حصار سے باہر آ گیا۔ اسی لمحے اچانک عسکا پری چونک پڑی۔ اس نے سر اٹھا کر سامنے درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے

پر تشویش کے سائے ابھر آئے۔

''اب کیا ہوا''۔ شیخ چلی نے پوچھا۔

''بوڑھے پجاری کا غلام جوگی ہمیں ہلاک کرنے کے لئے آ رہا ہے''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی کا رنگ ایک بار پھر اُڑ گیا۔

''اوہ۔ اب کیا کریں''۔ شیخ چلی نے پوچھا۔

''میں اپنے ساتھ تمہیں بھی غائب کر لیتی ہوں۔ غلام جوگی ہم دونوں کو نہیں دیکھ سکے گا''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عسکا پری نے شیخ چلی کی طرف منہ کر کے اس پر زور سے پھونک ماری تو شیخ چلی اچانک غائب ہو گیا۔ اس کے غائب ہوتے ہی عسکا پری بھی غائب ہو گئی۔

شیخ چلی اور عسکا پری اب غیبی حالت میں وہاں موجود تھے وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے لیکن انہیں کوئی اور نہیں دیکھ سکتا تھا۔

''یہ کیا نہ تم غائب ہوئی ہو اور نہ میں۔ جلدی کرو اس سے پہلے کہ غلام جوگی یہاں آ جائے مجھے غائب کرو اور خود بھی غائب ہو جاؤ۔ ورنہ وہ ہمیں ہلاک کر

دے گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''وہ اب ہمیں نہیں دیکھ سکتا شیخ چلی۔ بس تم خاموش رہو۔ وہ آ رہا ہے''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے شیخ چلی کو سامنے سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ دوسرے لمحے شیخ چلی کو وہی سیاہ لباس والا جوگی بھاگ کر اپنی طرف آتا دکھائی دیا جس نے ناگ رانی پر جال پھینکا تھا اور پھر درخت سے کود کر جس نے ناگ رانی کے سرخ خیمے کو آگ لگا دی تھی اور وہاں سے بھاگ گیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں غلام جوگی بھاگتا ہوا وہاں آ گیا اور پھر وہ حیرت بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اسے نزدیک آتے دیکھ کر شیخ چلی نے اپنا منہ مضبوطی سے بند کر لیا تھا۔

''کہاں چلے گئے ہیں وہ دونوں۔ میں انہیں یہیں تو چھوڑ کر گیا تھا''۔ غلام جوگی نے حیرت بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ شیخ چلی کے بالکل سامنے موجود تھا لیکن شیخ چلی چونکہ اس

کی نظروں سے غائب تھا اس لئے وہ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ چند لمحے وہ ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر اس نے شیخ چلی اور عسکا پری کو ہر طرف تلاش کرنا شروع کر دیا۔

''یہ خنجر لو شیخ چلی اور جا کر غلام جوگی کو ہلاک کر دو۔ خنجر ٹھیک اس کے سینے پر دل کے مقام پر مارنا''۔ عسکا پری نے ہوا میں ہاتھ مار کر ایک خنجر حاصل کر کے اسے شیخ چلی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو شیخ چلی نے اس سے خنجر لے لیا۔ غلام جوگی اس کے سامنے ہی تھا اور وہ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے شیخ چلی کا حوصلہ بڑھ گیا تھا۔ وہ خنجر لے کر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا غلام جوگی کے نزدیک آ گیا۔

غلام جوگی بے حد پریشان دکھائی دے رہا تھا وہ چاروں طرف شیخ چلی اور عسکا پری کو دیکھ رہا تھا۔ شیخ چلی جیسے ہی خنجر لے کر اس کے نزدیک پہنچا غلام جوگی کو جیسے اپنے نزدیک کسی نادیدہ ہستی کا علم ہو گیا وہ تیزی سے شیخ چلی کی طرف مڑا۔ اسے اچانک اپنی

طرف مڑتے دیکھ کر شیخ چلی بوکھلا گیا اور کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

''حیرت ہے۔ یہاں تو کوئی نہیں ہے۔ پھر مجھے ایسا کیوں لگا تھا کہ میرے قریب کوئی ہے''۔ غلام جوگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو شیخ چلی کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ غلام جوگی کو دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ اب شیخ چلی اطمینان سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر پوری قوت سے غلام جوگی کے سینے میں مار دیا۔

غلام جوگی کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر نیچے گر گیا۔ اس کے سینے سے خون کا فوارا سا چھوٹ پڑا تھا۔ وہ چند لمحے تڑپتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔ شیخ چلی نے اس کے سینے میں ٹھیک اس کے دل میں خنجر مارا تھا جس سے وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ جیسے ہی غلام جوگی ہلاک ہوا اس کی لاش اچانک دھواں بن کر وہاں سے غائب ہوتی چلی گئی۔

''بہت خوب شیخ چلی۔ تم نے بے حد بہادری کا ثبوت دیا ہے۔ اب آؤ۔ ہمیں بوڑھا پجاری کو بھی

ہلاک کرنا ہے''۔ عسکا پری نے تیز تیز چلتے ہوئے شیخ چلی کے نزدیک آتے ہوئے کہا تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عسکا پری، شیخ چلی کو لئے ہوئے جنگل کے شمالی حصے کی طرف بڑھنے لگی۔ رات ہو چکی تھی۔ جس کی وجہ سے جنگل میں بے پناہ تاریکی چھا گئی تھی لیکن چونکہ عسکا پری نے شیخ چلی کو غائب کر رکھا تھا اس لئے شیخ چلی کو جنگل کی تاریکی میں بھی دن کی روشنی کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔

عسکا پری، شیخ چلی کو لے کر ٹھیک اس جگہ پہنچ گئی جہاں بوڑھے پجاری کی جھونپڑی تھی۔ جھونپڑی گھاس پھونس کی بنی ہوئی تھی اور جھونپڑی کے باہر واقعی ایک جال میں وہی لڑکی زمین پر پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جسے شیخ چلی نے سرخ خیمے میں دیکھا تھا۔ وہ ناگ رانی تھی جو اب خاموش اور بے حس و حرکت پڑی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ جال سے آزاد ہونے کی ہر ممکن کوشش کر کے دیکھ چکی ہو اور جال سے آزاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی زندگی سے مایوس

ہو گئی ہو۔

''میں آ گیا ہوں ناگ رانی''۔ شیخ چلی نے ناگ رانی کے پاس آ کر کہا تو ناگ رانی چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ شیخ چلی اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''کون ہے۔ یہ کس کی آواز ہے''۔ ناگ رانی نے حیرت بھری نظروں سے سر گھما گھما کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں ہوں شیخ چلی''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''اوہ۔ کیا تم وہی آدم زاد ہو جس کے ساتھ ایک پری تھی جس نے متوکا ناگ کو ہلاک کیا تھا''۔ ناگ رانی نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں ہاں۔ میں وہی شیخ چلی ہوں''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''لیکن تم ہو کہاں۔ تم مجھے دکھائی کیوں نہیں دے رہے ہو''۔ ناگ رانی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ ہاں۔ میں اس وقت تمہارے سامنے غیبی حالت میں موجود ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں

بوڑھے پجاری سے بچانے کے لئے آیا ہوں۔ کہاں ہے وہ مردود۔ میں اس کے ٹکڑے کر دوں گا''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''وہ اپنی جھونپڑی کے پیچھے بیٹھا جاپ کر رہا ہے۔ تم مجھے کھول دو۔ اس وقت میرے پاس موقع ہے۔ اس کا غلام جوگی بھی اس کے ساتھ نہیں ہے۔ اگر میں اس جال سے آزاد ہو جاؤں تو میں خود جا کر اس بوڑھے پجاری کو ہلاک کر سکتی ہوں''۔ ناگ رانی نے کہا۔

''غلام جوگی کو میں نے ہلاک کر دیا ہے۔ اب وہ یہاں کبھی نہیں آئے گا''۔ شیخ چلی نے کہا تو ناگ رانی بری طرح سے چونک پڑی۔

''کیا کہا۔ تم نے غلام جوگی کو ہلاک کر دیا ہے۔ اوہ اگر ایسا ہے تو یہ تو بہت اچھا ہوا ہے۔ بوڑھا پجاری اس وقت طویل زندگی حاصل کرنے کے لئے جاپ کر رہا ہے اس نے اپنا تمام جادو اپنے غلام جوگی کو دے رکھا تھا اب وہ ایک عام انسان ہے۔ وہ چونکہ جاپ کرنے میں مصروف ہے اس لئے اب اسے

آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ جلدی کرو شیخ چلی۔ مجھے اس جال سے رہائی دلا دو۔ میں بوڑھا پجاری کو ابھی جا کر ہلاک کر دیتی ہوں''۔ ناگ رانی نے کہا۔

''نہیں۔ اس بوڑھے پجاری کو میں ہلاک کروں گا۔ تم رکو میں پہلے بوڑھے پجاری کو ہلاک کر دوں پھر تمہیں آ کر آزاد کرتا ہوں''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''یہ لو شیخ چلی۔ یہ ایک اور خنجر۔ اس خنجر کو تم بوڑھے پجاری کی گردن پر چلا دینا۔ وہ واقعی اس وقت جاپ کر رہا ہے وہ تمہارے خلاف کچھ نہیں کر سکے گا''۔ عسکا پری نے کہا۔ اس نے ہوا میں ہاتھ مار کر ایک اور خنجر حاصل کر لیا تھا۔ شیخ چلی نے اس سے خنجر لیا اور جھونپڑی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''میری بات سنو شیخ چلی۔ کہاں ہو تم۔ مجھے اس جال سے آزاد کرو''۔ ناگ رانی نے کہا لیکن شیخ چلی نے اس کی کوئی بات نہ سنی اور جھونپڑی کی سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے بڑھ گیا جہاں بوڑھا پجاری آلتی پالتی مارے اور آنکھیں بند کئے اونچی آواز میں کچھ پڑھ رہا تھا۔

''ہونہہ۔ تو یہ ہے وہ بدبخت بوڑھا پجاری جس کی وجہ سے میرے ہاتھ اتنا بڑا خزانہ آتے آتے رہ گیا ہے۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گا''۔ شیخ چلی نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ بوڑھے پجاری کے نزدیک آیا اور پھر اس نے خنجر پوری قوت سے بوڑھے پجاری کی گردن پر مار دیا۔ ایک ہی جھٹکے سے بوڑھے پجاری کی گردن کٹ گئی۔ اس کی گردن کٹی تو اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔ بوڑھے پجاری کی آنکھوں میں بَلا کی حیرت دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اچانک الٹ کر گرا اور بری طرح سے تڑپنا شروع ہو گیا۔ چند لمحے وہ تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔

شیخ چلی بوڑھے پجاری کو ہلاک کر کے بے حد خوش تھا وہ خوشی خوشی جھونپڑی کے پیچھے سے نکل آیا۔ شیخ چلی نے عسکا پری کے کہنے پر اسی خنجر سے طلسمی جال کاٹنا شروع کر دیا جس سے اس نے بوڑھے پجاری کو ہلاک کیا تھا۔

جال کٹتے ہی ناگ رانی آزاد ہو گئی۔ وہ بے حد خوش تھی۔ ناگ رانی کے کہنے پر شیخ چلی اور عسکا



پری اس کے سامنے نمودار ہو گئیں۔

"اب مجھے بتاؤ تم دونوں ہو کون اور میری مدد کے لئے یہاں کیوں آئے تھے"۔ ناگ رانی نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بے تابی سے پوچھا جیسے وہ ان دونوں بارے میں جاننے کے لئے بے چین ہوں تو عسکا پری نے اسے ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں۔

"اوہ۔ مجھے اس بات کا شدید افسوس ہے کہ میری وجہ سے جنگل کا وہ خزانہ غائب ہو گیا ہے جسے شیخ چلی حاصل کرنا چاہتا تھا"۔ ساری بات سن کر ناگ رانی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"اب افسوس کرنے کے سوا اور کیا بھی کیا جا سکتا ہے"۔ شیخ چلی نے سرد آہ بھر کر کہا۔

"تم فکر نہ کرو شیخ چلی۔ تم نے میری جان بچائی ہے اور تم نہیں جانتے تم نے ایک بہت بڑے شیطان پجاری کو ہلاک کیا ہے۔ میں اس کے بدلے میں تمہیں انعام کے طور پر کوئی خزانہ تو نہیں دے سکتی ہوں لیکن ہاں۔ تم میری یہ انگوٹھی انعام کے طور پر

اپنے پاس رکھ لو۔ یہ بولنے والی انگوٹھی ہے۔ اس انگوٹھی سے تم دنیا میں چھپے ہوئے جن خزانوں کا پوچھو گے یہ تمہیں بتا دے گی اور تم اس انگوٹھی کی مدد سے ٹھیک اس جگہ پہنچ بھی جاؤ گے جہاں بڑے بڑے خزانے چھپے ہوئے ہوں گے"۔ ناگ رانی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے دائیں ہاتھ کی ایک انگلی سے ایک سرخ نگینے والی انگوٹھی اتار کر شیخ چلی کی طرف بڑھا دی۔

شیخ چلی نے ناگ رانی کی بات سن کر فوراً اس سے انگوٹھی جھپٹ لی اور اسے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ کیا یہ واقعی بولنے والی انگوٹھی ہے اور مجھے یہ چھپے ہوئے خزانوں تک پہنچا سکتی ہے"۔ شیخ چلی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں سچ کہہ رہی ہوں لیکن تم ابھی یہ انگوٹھی استعمال نہ کرنا۔ اس انگوٹھی سے تم اس وقت بات کرنا جب چاند پورا ہو اور ہر طرف تیز روشنی بکھیر رہا ہو پھر یہ انگوٹھی تمہیں بڑے سے بڑے خزانے کے

بارے میں بھی بتا دے گی''۔ ناگ رانی نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا اب مجھے پورے چاند کے نکلنے کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اس طرح تو میرے امیر ہونے میں کافی وقت لگ جائے گا۔ ہر ماہ چاند صرف ایک رات کے لئے ہی پورا نکلتا ہے''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''یہ انگوٹھی ناگوں کی دنیا سے تعلق رکھتی ہے اس لئے یہ صرف اسی دن کام آتی ہے جس رات چاند پورا نکلا ہوا ہو ورنہ نہیں''۔ ناگ رانی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم کہتی ہو تو میں اور انتظار کر لوں گا اب اور میں کر ہی کیا سکتا ہوں''۔ شیخ چلی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو ناگ رانی کے ساتھ ساتھ عسکا پری بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

''تمہیں اب افسوس نہیں کرنا چاہئے شیخ چلی۔ تمہیں ناگ رانی نے ایک بہت بڑا تحفہ دیا ہے جس کی مدد سے تم بڑے بڑے خزانے حاصل کر سکتے ہو اور پھر میں بھی تو ایک ماہ کے لئے تمہارے ساتھ ہی ہوں۔ میں بھی خزانے تلاش کرنے میں تمہاری مدد کروں گی۔ تم اب بہت جلد امیر بلکہ امیر ترین انسان بن جاؤ

گے''۔ عسکا پری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میں دنیا کا امیر ترین انسان بن جاؤں گا۔ امیر بن کر میں اپنے لئے شاندار محل بناؤں گا۔ اس محل میں میری بے شمار کنیزیں اور سینکڑوں غلام ہوں گے جو میری اور میری اماں کی خدمت کریں گے۔ پھر میں دنیا کی حسین ترین شہزادی سے شادی کروں گا۔ میری امارت دیکھ کر تو کسی بھی ملک کا بادشاہ مجھے اپنی شہزادی کا رشتہ دینے کے لئے تیار ہو جائے گا''۔ شیخ چلی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ تمہیں واقعی دنیا کی حسین ترین شہزادی ملے گی اور جہاں تک میرا اندازہ ہے ایک دن تم واقعی کسی ملک کے بادشاہ بھی بن جاؤ گے''۔ ناگ رانی نے کہا اور شیخ چلی اچھل پڑا۔

''بادشاہ۔ شیخ چلی بادشاہ بنے گا۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہو ناگ رانی۔ میں کسی ملک کا بادشاہ بھی بن سکتا ہوں''۔ شیخ چلی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں کیوں نہیں۔ بادشاہ انسان ہی بنتے ہیں اور تم

بھی انسان ہی ہو۔ تم کیوں نہیں بن سکتے بادشاہ''۔ ناگ رانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو ناگ رانی۔ میں واقعی انسان ہوں اور انسان ہی انسانوں کے بادشاہ بنتے ہیں۔ میں ضرور بنوں گا بادشاہ''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''اچھا اب مجھے اجازت دو۔ مجھے اپنی کنیز کو لے کر واپس اپنی ناگوں کی دنیا میں جانا ہے''۔ ناگ رانی نے کہا۔

''ہاں ہاں۔ جاؤ۔ تم جاؤ۔ مجھے بھی واپس اپنے گھر جانا ہے۔ نجانے کتنی رات گزر گئی ہے۔ دیر سے گھر جانے پر میری اماں کو پتہ چلا تو وہ میرا جینا حرام کر دے گی''۔ شیخ چلی نے کہا۔ ناگ رانی نے شیخ چلی اور عسکا پری کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ تیزی سے گھنے جنگل کی جانب بھاگتی چلی گئی۔

''اب ہم بھی گھر چلیں''۔ عسکا پری نے پوچھا۔

''ہاں۔ چلو''۔ شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تو پھر آنکھیں بند کرو۔ میں تمہیں تمہارے گاؤں

کے اسی جنگل میں پہنچا دیتی ہوں جہاں تم نے اپنا گدھا چھوڑا ہوا ہے''۔ عسکا پری نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ مگو بھی میرا انتظار کر رہا ہو گا۔ چلو چلو۔ جلدی چلو۔ وہ کہیں بھاگ گیا تو اماں میری گردن ہی مروڑ دے گی''۔ شیخ چلی نے کہا تو عسکا پری ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''اپنی آنکھیں بند کر لو۔ جب تک میں نہ کہوں آنکھیں نہ کھولنا''۔ عسکا پری نے کہا تو شیخ چلی نے اثبات میں سر ہلا کر آنکھیں بند کر لیں۔ دوسرے ہی لمحے شیخ چلی کو ایک بار پھر ایسا محسوس ہونے لگا جیسے وہ تیز ہوا میں آسمان کی طرف اُڑا جا رہا ہو۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی پگڑی پکڑ لی تھی تاکہ تیز ہوا کی وجہ سے وہ اس کے سر سے گر نہ جائے۔ کچھ ہی دیر میں ہوا کا زور ختم ہو گیا۔

''اب آنکھیں کھول دو''۔ عسکا پری کی آواز سنائی دی تو شیخ چلی نے آنکھیں کھول دیں اور پھر وہ خود کو بدلی ہوئی جگہ پر دیکھ کر بری طرح سے اچھل پڑا۔ وہ اب اپنے گاؤں کے جنگل میں تھا۔ اس کا

گدھا مگو سامنے ایک درخت کے نیچے بیٹھا آرام کر رہا تھا۔ شیخ چلی کو دیکھ کر مگو فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

''ہاں ہاں۔ میں آ گیا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تمہیں بھی اماں سے ڈر لگتا ہے۔ ہم دیر سے گھر جائیں تو میرے ساتھ ساتھ تمہاری بھی تو شامت آ جاتی ہے۔ آؤ چلو گھر چلتے ہیں۔ بس یہ دعا کرو کہ اماں سو گئی ہو ورنہ ہم دونوں کی آج خیر نہیں''۔ شیخ چلی نے کہا تو مگو نے اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ شیخ چلی کی باتوں سے متفق ہو۔

عسکا پری شیخ چلی کے ساتھ تھی۔ وہ تینوں گھر کی جانب چلے جا رہے تھے تو اچانک شیخ چلی کو سنہری بین کا خیال آیا جو ناگ کے اچانک سامنے آ جانے کی وجہ سے اس کے ہاتھوں سے وہیں گر گئی تھی۔

''ارے۔ وہ بین تو اسی جنگل میں رہ گئی ہے جسے بجانے سے میں تمہیں بلاتا ہوں''۔ شیخ چلی نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ میں ابھی وہ بین تمہیں واپس لا دیتی ہوں''۔ عسکا پری نے کہا۔ اس نے ہوا میں

ہاتھ مارا تو اچانک اس کے ہاتھ میں سنہری بین آ گئی۔ شیخ چلی بین دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ عسکا پری بین اسے دے کر غائب ہو گئی تو شیخ چلی نے بین کو اپنے لباس میں چھپا لیا اور پھر وہ خوشی خوشی اپنے گدھے مگو کے ساتھ اپنے گھر کی جانب ہو لیا۔

ختم شد